فاالصالحات قنتت حفظت للغيب بما حفظ اللہ

۷۸۶

# اسوۂ صحابیات رض

جس میں

خاص طور پر عورتوں اور لڑکیوں کے درس، ہدایت اور مطالعہ کے لئے
ازواجِ مطہرات، بنات طیبات، اور اکابر صحابیات رض کی زندگی کے مذہبی
اخلاقی، معاشرتی واقعات اور مذہبی، اخلاقی، اور علمی خدمات کی تفصیل
مستند حوالوں سے کی گئی ہے

از

مولانا عبد السلام ندوی

باہتمام:- مولوی مسعود علی صاحب ندوی

نیشنل بک فاؤنڈیشن
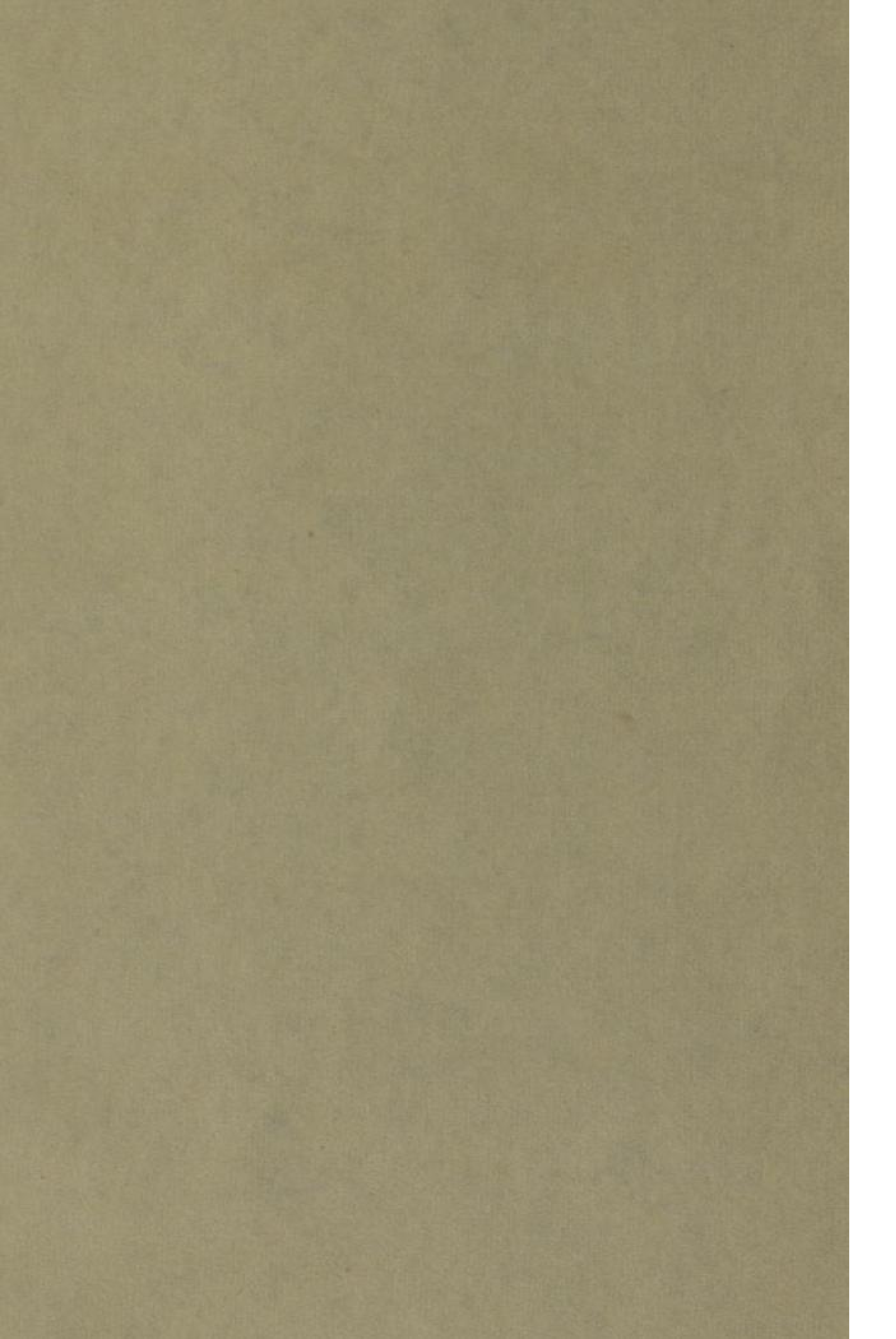
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

۷۸۶

# اسوۂ صحابیاتؓ

جس میں

خاص طور پر عورتون اور لڑکیون کے درس، ہدایت اور مطالعہ کے لئے
ازواج مطہرات، بنات طیبات، اور اکابر صحابیاتؓ کی زندگی کے مذہبی،
اخلاقی، معاشرتی واقعات اور مذہبی، اخلاقی، اور علمی خدمات کی تفصیل
مستند حوالون سے کی گئی ہے

از

## مولانا عبدالسلام ندوی

باہتمام:- مولوی مسعود علی صاحب ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ طبع گردید

۱۹۵۳ء

طبع چہارم

مطبوعہ :- اکتاب پرنٹرز لاہور
برائے نیشنل بک فاؤنڈیشن
مطابق کاپی رائیٹ (ترمیم شدہ)
ایکٹ ۱۹۷۲ء حکومتِ پاکستان

کوڈ نمبر :- آر پی / ڈی ایم پی / ۱ - ۱۰۱ / ۱۲۷۸ / ۲۰۰۰

قیمت :- سات روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

عورتون کی تعلیم وتربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہین ہے، گفتگو جو کچھ ہے یہ ہو کہ موجودہ دور کی تعلیم وتربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت، مذہب، اخلاق اور معاشرت کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہین ؟ یا دوسرے الفاظ مین قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہین ؟ جن لوگون کو مسئلۂ تعلیمِ نسوان سے اختلاف ہے وہ اسی شبہہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہین، اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردون نے جو مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہین، اُن سے بھی اس شبہہ کی تائید ہوتی ہے، اور غیر قومون کی تعلیم یافتہ عورتون نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہین قائم کیا ہے، لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے، اور آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپین تمدن اور یورپین طرزِ معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہین، اگر ہماری عورتون کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے، تو ان کی فطرتی لچک ان سے اور بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی، اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی،

اسلام کے ہر دور مین اگرچہ عورتون نے مختلف حیثیتون سے امتیاز حاصل کیا ہے لیکن ازواجِ مطہرات رضؓ

بنات طیباتؓ اور اکابر صحابیاتؓ ان تمام حیثیات کی جامع ہین اور ہماری عورتون کے لئے انہی کے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہین، اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہین،

مین نے اسوۂ صحابہ کی دونون جلدون مین عہد صحابہ کے جو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہین، ان مین اگرچہ صحابیاتؓ کے یہ تمام کارنامے بھی نمایان طور پر نظر آتے ہین، لیکن ان کی اہمیت، ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے مین نے ان واقعات کو جو اس کتاب کی دونون جلدون مین متفرق طور پر موجود تھے، متعدد واقعات کے اضافہ کے ساتھ اس مختصر سے رسالے مین الگ جمع کر دیا ہے، جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوگا کہ صحابیاتؓ کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کرے گی، دوسری طرف ہماری عورتون اور لڑکیون کے درس بداۃ اور مطالعہ کے لئے مستند اور موثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائے گا جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائین گی، اور ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کئے جا رہے ہین، ان کی عملی تردید کر سکین گی، وَمَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللہ،

عبد السلام ندوی
شبلی منزل، اعظم گڈھ
۱۳؍ دسمبر ۱۹۲۲ء

فہرست مضامین

# اسوۂ صحابیاتؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# قبولِ اسلام

لطافتِ طبع، رقتِ قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہین، اور ان ہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے، پھولون کی پنکھڑیان، نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہین، لیکن تناور درختون کو بادِ صرصر کے جھونکے بھی نہین ہلا سکتے، شعاعِ نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے، لیکن پتھرون پر فولادی تیر بھی نہین اثر کرتے، بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے، لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے، لیکن سنگ دل اور غلیظ القلب لوگون پر بڑے بڑے معجزے بھی اثر نہین کرتے، اس فرقِ مراتب کی جزئی مثالین ہر جگہ مل سکتی ہین، لیکن اشاعتِ اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالون سے لبریز ہے کفار مین ہم کو بہت سے اشقیا کا نام معلوم ہے، جنھون نے ہزارون کوششون کے بعد بھی خدائے ذو الجلال کے آگے سر نہین جھکایا، لیکن صحابۂ کرام مین سیکڑون بزرگ ہین جو توحید کی آواز کے سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے مین داخل ہو گئے، صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی اس فضیلت مین شریک ہین، اور نہ صرف شریک ہین، بلکہ ان سے اسبق و اقدم ہین، چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے بغیر کسی قسم کی کد و کاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے خدا کے آگے سر جھکایا، تاریخ[1] ابن خمیس مین حضرت

---

[1] ص ٢٨٦.

رافع سے مروی ہے،

| | |
|---|---|
| قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت یوم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں |
| الاثنین وصلت خدیجۃ | دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا، اور خدیجہ نے |
| آخر یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلاثۃ | اس دن کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور |
| من الغد ثم زید بن حارثۃ ثم | علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی |
| ابوبکر، | اس کے بعد زید بن حارثہ اور ابوبکر شریک ہے |

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتابِ رسالت سے پہلے دن جو شعاع افقِ عالم پر چمکی وہ ایک نیق القلب مقدس خاتون کے سینۂ پر نور سے چھن کر نکلی،

**اعلانِ اسلام** ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہارِ اسلام کے لئے ہمت، شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی، لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جور و ستم کے صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا، چنانچہ ابتدا میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا، ان میں چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ مرد تھے، اور ساتویں ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ تھیں[1]،

صحابیات نے اپنی نیک طینتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہیں کیا، بلکہ انھوں نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی، چنانچہ صحیح بخاری کتاب التیمم میں ہے کہ صحابہ کرام نے ایک سفر میں ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے، اور صحابہ نے پانی ہی کی ضرورت سے اس کو پکڑا تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] تاریخ خمیس ص ۲۵۰،

اس کا پانی پیا، تو اس کی قیمت ادا فرمائی، اس کو آپ کی اس دیانت سے اسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آگیا، اور اس کے اثر سے اس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا،

**تحمل شدائد** صحابۂ کرام کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کین اور ان کے ایمان مین ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہین ہوا،

حضرت سمیہؓ نے اسلام قبول کیا، تو اُن کو کفار نے طرح طرح کی اذیتین دینا شروع کین، سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت مین لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین کھڑا کر دیتے تھے، لیکن باین ہمہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہتی تھین، ایک دن کفار نے حسب معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین ڈال دیا تھا، اسی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو فرمایا "صبر کرو، تمھارا ٹھکانا جنت مین ہے"، لیکن کفار کو اس پر بھی تسکین نہین ہوئی، اور ابوجہل نے ان کی ران مین برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام مین سب سے پہلے شرفِ شہادت ان ہی کو نصیب ہوا،[1] اور صحابیات کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا، اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرفِ شہادت حاصل کیا،

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائین اور حضرت عمرؓ کو اس کا حال معلوم ہوا، تو اس قدر مارا کہ بدن لہولہان ہوگیا، لیکن انھون نے صاف صاف کہدیا کہ جو کچھ کرنا ہو کر و مین تو اسلام لاچکی،[2] لبینہؓ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ مین نے رحم کی بنا پر نہین بلکہ تم کو اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہون"۔ اسی طرح وہ زنیرہؓ کو بھی جو ان کے گھرانے کی کنیز تھین، نہایت اذیت دیتے تھے،

**قطع علائق** صحابۂ کرام ایمان لائے تو ان کے تمام رشتے ناتے منقطع ہوگئے، لیکن اس سے ان کی

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ [2] ایضاً تذکرۂ حضرت عمرؓ

قوتِ ایمانی مین کوئی تزلزل واقع نہین ہوا، صحابیات کی حالت اس معاملہ مین صحابۂ کرام سے بھی زیادہ نازک تھی، انسان اگرچہ اپنے تمام اعزہ و اقارب کی اعانت کا محتاج ہوجاتا ہے، لیکن عورت کی زندگی کا تمامتر دار و مدار شوہر کی اعانت و امداد پر ہوتا ہے، اور وہ کسی حالت مین بھی اس سے بے نیاز نہین ہوسکتی، باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے قطعِ تعلق کرکے زندگی بسر کرسکتا ہے، لیکن عورت شوہر سے جدا ہوکر بالکل بیکس و بیچارہ ہوجاتی ہے، لیکن بااین ہمہ صحابیات نے اسلام کے لئے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا اور اپنے کافر شوہرون سے ہمیشہ کے لیئے علٰحدہ ہوگئین چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

ولا تمسکوا بعصم الکوافر — کافرہ عورتون سے تعلق نہ رکھو،

تو جس طرح صحابۂ کرام نے اپنی کافرہ عورتون کو طلاق دیدی، اسی طرح بہت سی صحابیات بھی اپنے کافر شوہرون کو چھوڑکر ہجرت کرآئین، اور ان مین سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین:۔

ما نعلم ان احدًا من المھاجرات ارتدت بعد ایمانھا،[1] — ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہین جو ایمان لاکر پھر مرتد ہوئی ہو،

## عقائد

**توحید** کفار نے صحابیاتؓ کو طرح طرح کی اذیتین دین، لیکن ان کی زبان سے کلمۂ توحید کے سوا کلمۂ شرک نہین نکلا، حضرت ام شریکؓ ایمان لائین، تو ان کے اعزہ و اقارب نے ان کو دھوپ مین لیجاکر کھڑا کردیا، اس حالت مین جب کہ وہ دھوپ مین جل رہی تھین، روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے، اور پانی نہین پلاتے تھے جب اس مصیبت مین تین دن گذر گئے، تو ظالمون نے کہا کہ جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو، وہ اس قدر بدحواس ہوگئی تھین کہ ان جملون کا مطلب نہ سمجھ سکین، اب ان لوگون نے آسمان

[1] بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ،

کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھیں کہ توحیدِ الٰہی کا اظہار مقصود ہے، بولیں خدا کی قسم میں تو اب تک اس عقیدہ پر قائم ہوں[1]،

**شرک سے علٰحدگی**

عورتیں قدیم رسم و رواج اور قدیم عقاید کی نہایت پابند ہوتی ہیں، اور عرب میں مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے، لیکن صحابیاتؓ نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں، وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے حضرت زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد اندھی ہو گئیں تو کفار نے کہنا شروع کیا ان کو لات اور عزّیٰ نے اندھا کر دیا، لیکن انھوں نے صاف صاف کہدیا کہ لات و عزّیٰ کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر، یہ خدا کی طرف سے ہے[2]،

جاہلیت کے زمانہ میں بچوں کے بچھونوں کے نیچے استرا رکھدیتے تھے، اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں، حضرت عائشہؓ نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹونکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے[3]"

عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے، جو گھر گھر میں نصب تھے، لیکن صحابیاتؓ نے ہر موقع پر ان سے تبرّی ظاہر کی، چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہؓ جب ایمان لائیں، تو گھر میں جو بت نصب تھا، اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ "ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے[4]"

حضرت ابو طلحہؓ نے جب حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کی خواہش کی، تو انھوں نے کہا "ابو طلحہ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے (یعنی لکڑی کا بت) جو زمین سے اگا ہے، اس کو فلاں حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے" بولے مجھے معلوم ہے، بولیں "تو کیا تمھیں اس کی عبادت سے شرم

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام شریکؓ [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت زنیرہؓ [3] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن

[4] طبقات ابن سعد تذکرہ ہند بنت عتبہؓ،

نہین آتی، چنانچہ جب تک انھون نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمۂ توحید نہین پڑھا، انھون نے ان سے نکاح کرنا پسند نہین کیا[1]،

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوحِ دل پر کالنقش فی الحجر تھا، بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی لڑکیون کے دل مین بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہو گیا تھا، ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بددعا دیدی کہ "تیرا سن زیادہ نہ ہو" اس نے شدتِ اعتقاد کی بنا پر اس کا یقین کر لیا، اور حضرت ام سلیمؓ کے پاس روتی ہوئی آئی، اور کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ بددعا دی ہے، اب میرا سن نہ بڑھے گا، وہ بدحواس آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ آپ نے میری یتیمہ کو یہ بددعا دیدی"، آپ ہنس پڑے اور فرمایا مین بھی آدمی ہون اور آدمیون کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہون، پس جس کو مین ایسی بددعا دون جس کا وہ مستحق نہین ہے، تو یہ اس کے لیے پاکی تزکیہ اور نیکی ہوگی[2]،

# عبادات

## ابواب الصلوٰۃ

**پابندی جماعت**

اگرچہ عورتون پر جماعت کی پابندی فرض نہین ہے، اور اس بنا پر بعض غیور صحابہ جماعت مین اپنی عورتون کی شرکت کو پسند بھی نہین کرتے تھے، تاہم بعض صحابیات پر اس کا کچھ اثر نہین پڑتا تھا، اور وہ مناسب اوقات مین نماز باجماعت ادا فرماتی تھین، حضرت عمرؓ کی بی بی برابر عشاء اور فجر کی نماز مین شریک جماعت ہوتی تھین، ایک بار اُن سے لوگون نے کہا کہ تمھین معلوم ہے کہ عمر اس کو پسند نہین کرتے پھر کیون ایسا کرتی ہو، بولین تو پھر روک کیون نہین دیتے[3]،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ام سلیمؓ [2] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسبہ ودعا علیہ [3] بخاری باب ھل علی من لا یشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرھم،

**نمازِ جمعہ** عورتون پر اگرچہ جمعہ فرض نہین ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھین، اور اسکی برکتون مین عمدہ طریقون سے شریک ہوتی تھین، ایک صحابیہ تھین، جو اپنے کھیتون مین چقندر بو دیا کرتی تھین، جب جمعہ کا دن آتا تھا، تو اس کو پکا کر نمازِ جمعہ کے بعد تمام صحابہؓ کو کھلاتی تھین[1]،

**نمازِ اشراق** نمازِ اشراق اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے تمام عمر مین صرف ایک بار پڑھی تھی، لیکن بعض صحابیاتؓ نے اس کا التزام کر لیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نمازِ اشراق پڑھتے ہوئے نہین دیکھا، لیکن مین خود پڑھتی ہون، کیونکہ آپ بہت سی چیزون کو پسند فرماتے تھے، لیکن اس پر اس لئے عمل نہین کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہوجائین[2]!

**تہجد و نمازِ شبانہ** صحابہ کرام تہجد پڑھتے تھے، تو اس مین صحابیات بھی شریک ہوتی تھین، چنانچہ حضرت عمرؓ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے، تو یہ آیت پڑھتے تھے، وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوىٰ[3]، حضرت ابوہریرہؓ نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے، ایک مین خود، دوسرے مین ان کی بیوی اور تیسرے مین ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا، اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا[4]،

## ابواب الزکوٰۃ والصدقات

زیور عورتون کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہین، لیکن صحابیاتؓ کو خدا کی مرضی ان سے بھی زیادہ عزیز تھی، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک صحابیہؓ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئین، لڑکی کے ہاتھ مین سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے، آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا، کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولین نہین، فرمایا کیا تمھین یہ اچھا معلوم ہوتا ہے، کہ خدا قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ مین آگ کے کنگن پہنائے

---

[1] بخاری کتاب الجمعہ باب فی قول اللہ عزوجل فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلوٰةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، [2] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ [3] موطا کتاب الصلوٰۃ باب فی الصلوٰۃ اللیل [4] بخاری کتاب الاطعمہ باب الحشف،

انھون نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپکے سامنے ڈالدیئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہین[1]،

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ عید مین صدقہ وخیرات کی ترغیب دی، صحابیاتؓ کا مجمع تھا، حضرت بلالؓ دامن پھیلائے ہوئے تھے، اور صحابیاتؓ اپنے کان کی بالیان، گلے کے ہار اور انگلیون کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھین[2]، حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی، انھون نے اس کو فروخت کیا، اور روپیہ گود مین لے کر بیٹھین، اسی حالت مین ان کے شوہر حضرت زبیرؓ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دیدو، بولین مین نے تو اس کو صدقہ کر دیا[3]۔

**اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا**

ایک بار حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی بی بی حضرت زینبؓ نے ان سے کہا کہ تم نادار آدمی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دین تو مین جو صدقہ کرنا چاہتی ہون تمھین کو دون، لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تمھین جاؤ، وہ آئین، تو آستانِ مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ بھی موجود تھین، دونون نے حضرت بلالؓ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ دو عورتین اپنے شوہرون، اور چند یتیمون پر جو ان کی کفالت مین ہین، صدقہ کرنا چاہتی ہین، کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ان کو دو دو ثواب ملین گے، ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا،

ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مین ابو سلمہ کے لڑکون پر صدقہ کرون تو مجھ کو ثواب ملے گا، مین ان کو چھوڑ نہین سکتی، کیونکہ وہ میرے لڑکے ہین، آپ نے فرمایا ہان تمھین ثواب ملے گا۔

ایک صحابیہ نے اپنی مان کو ایک لونڈی صدقۃً دی تھی، مان کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کیا، آپ نے فرمایا، صدقے کا ثواب تمھین مل چکا، اور اب وہ لونڈی تمھاری وراثت مین داخل ہوگئی[4]۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب الکنز ما ہو وزکوٰۃ الحلی [2] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الخطبہ وباب الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ العید [3] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ [4] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق بصدقۃ ثم ورثہا

محتاج کی حسب حاجت امداد | صحابیات موت وحیات دونون حالتون مین اہل حاجت کی اعانت وامداد

فرماتی تھین، غزوۂ احد مین حضرت صفیہؓ آئین، اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہداءؓ کے کفن کے لئے دو کپڑے لائین، لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی، اسی طرح برہنہ نظر آئی، دل مین شرمائین کہ حمزہ دو کپڑون مین کفنائے جائین، اور انصاری کے لیے ایک کپڑا بھی ہو، نا پا تو ایک کا قد بڑا نکلا، مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا، اور جو کپڑا جس کے حصہ مین پڑا وہ اسی مین کفنایا گیا،[۱]

# ابواب الصوم

صائم الدہر رہنا | آج ہماری عورتین صوم مفروضہ مین بھی لیت ولعل کرتی ہین لیکن بعض صحابیات صائم الدہر رہتی تھین یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھین، حضرت ابوامامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی، لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی، اخیر مین عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمایئے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے، آپ نے روزہ کا حکم دیا، اور انھون نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کرلیا، ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح مین شرکت کی، اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی، اگر کسی دن ان کے گھر مین دھوان اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر مین کوئی مہمان آیا ہو، ورنہ اس گھر مین دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا،[۲]

نفل کے روزے رکھنا | بعض صحابیہ نفل کے روزے رکھتی تھین، جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی، انھون نے روکا تو ان کو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جا کر شکایت کی، لیکن آپ نے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہین رکھ سکتی،[۳]

---

[۱] مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۶۵ [۲] مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۲۵۵ [۳] ابو داؤد کتاب الصیام باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجہا،

**مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا** صحابیات نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مردوں کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھیں، ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، اور اس پر روزے فرض تھے، کیا میں ان کو پورا کر دوں؟ آپ نے اُن کو اجازت دیدی[1]،

**اعتکاف** صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، تو حضرت عائشہؓ نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا، ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواجِ مطہرات نے بھی خیمے نصب کروائے[2]،

# ابواب الحج

**حج** فرائضِ اسلام میں اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی، اس لئے تقریباً ہر سال فریضۂ حج ادا کرتی تھیں، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی، تو آپ نے فرمایا، بہترین جہاد حج مبرور ہے"، اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا[3]،

صحابیات جس ذوق و شوق سے حج ادا کرتی تھیں، اس کا موثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھیں، لیکن وہ بھی روانہ ہوئیں،

بہت سے صحابہؓ حجۃ الوداع کی شرکت کے لئے جا رہے تھے، راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، تو ایک صحابیہ جھپٹ کے آپ کے پاس آئیں، اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں تمہیں اس کا ثواب ملے گا[4]،

---

[1] بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم [2] ابوداؤد کتاب الصیام باب فی الاعتکاف [3] بخاری کتاب الحج باب حج النساء [4] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی الحج،

صحابیات فریضۂ حج کے ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالا یلزم کرتی تھیں، ایک صحابیہ نے خانۂ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، پاپیادہ بھی چلو، اور سوار بھی ہو لو۔[1] اگر کسی معذوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا، تو صحابیاتؓ کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع میں حضرت عائشہؓ کو ضرورتِ نسوانی سے معذوری ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہیں، فرمایا کیا ماجرا ہے؟ بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا، فرمایا سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسکِ حج ادا کرو صرف خانۂ کعبہ کا طواف نہ کرو۔[2]

**ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا**

صحابیات نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں، حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے، لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کر دوں؟ آپ نے ان کو اس کی اجازت دیدی۔[3] ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا، وہ آپ کی خدمت میں آئیں، اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی جانب سے یہ فرض ادا کر دوں؟ آپ نے ان کو بھی اجازت دی۔[4]

**عمرہ ادا کرنا**

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو، لیکن صحابیات اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں، اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا، تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا جب حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں، تو خیمے میں آ کر دیکھا کہ حضرت عائشہؓ رو رہی ہیں، وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورتِ نسوانی سے مجبور ہوں لیکن لوگ وہ دو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لیکر جاتے ہیں، اور میں صرف ایک کا، فرمایا کوئی حرج نہیں خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا، چنانچہ

---

[1] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ [2] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی افراد الحج [3] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ [4] مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصیام عن المیت۔

آپنے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو ساتھ کر دیا، اور مقام تنعیم مین انھون نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا، اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئین[۵]،

# ابواب الجہاد

**شوق شہادت** عہد نبوت مین شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی، اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ تھین، جب غزوۂ بدر پیش آیا تو انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ مجھ کو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے، مین مریضون کی تیمار داری کرون گی، شاید مجھے بھی درجۂ شہادت حاصل ہو جائے، آپنے فرمایا گھر ہی مین رہو، خدا تمھین اسی مین شہادت دے گا، یہ معجزانہ پیشنگوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی، انھون نے دو غلام مدبر کیے تھے[۶]، دونون نے ان کو شہید کر دیا، کہ جلد آزاد ہو جائین[۷]،

# عمل بالقرآن

صحابیاتؓ پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت:-

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ، جو شخص کوئی بھی برائی کریگا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا،

نہایت سخت ہے، ارشاد ہوا کہ عائشہ تم کو خبر نہین کہ مسلمان کے پاؤن مین اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے، بولین لیکن خدا تو کہتا ہے،

---

[۵] بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج [۶] مدبر ان غلامون کو کہتے ہین جن سے آقا کہہ دیتا ہے، کہ وہ ان کی موت کے بعد آزاد ہو جائین گے اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متمنی ہوتے ہین [۷] ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ النساء،

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا — خدا ذرا ذرا سی برائی کا بھی حساب لے گا۔

فرمایا "اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ میں پیش ہو گا، عذاب اسی کو دیا جائے گا، جس کے حساب میں رد و قدح ہو گی۔"[۱] اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھیں، حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ نے حضرت سالمؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، اس لیے زمانۂ جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق ان کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت:-

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ — ان کو ان کے حقیقی باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو،

نازل ہوئی تو ان کی بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور کہا کہ سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر میں رہتے تھے، اور ان سے کوئی پردہ نہ تھا، اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دودھ پلا دو، وہ تمھارے رضاعی بیٹے ہو جائیں گے۔[۲]

زمانۂ جاہلیت میں عرب کی عورتیں نہایت بے پروائی کے ساتھ ڈوپٹہ اوڑھتی تھیں، اس لیے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ — عورتوں کو چاہیے، کہ اپنے ڈوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈال لیں،

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتوں نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑوں کو پھاڑ کر ڈوپٹے بنائے، اور اپنے آپ کو سیاہ چادروں سے اس طرح ڈھانپ لیا کہ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سروں کے آشیانے بن گئے ہیں۔[۳]

---

[۱] ابو داؤد کتاب الجنائز باب الامراض المکفرۃ للذنوب [۲] ابو داؤد کتاب النکاح باب من حرم بہ [۳] ابو داؤد کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرہن،

# منہیات شرعیہ سے اجتناب

**مزامیر سے اجتناب** راگ باجا بڑی چیز ہے، حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہین کرتی تھین، اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتین کہ ٹھہر جاؤ، تاکہ یہ آواز سننے مین نہ آئے، اور اگر سن لیتین تو کہتین کہ تیزی کے ساتھ چلو تاکہ مین اس آواز کو نہ سن سکون[1]،

ایک بار ایک لڑکی ان کے گھر مین گھنگرو پہنے ہوئے داخل ہوئی، گھنگرو کی آواز سنتے کے ساتھ ہی بولین کہ گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر مین اس قسم کی آوازین آتی ہین، اس مین فرشتے نہین آتے[2]،

**مشتبہات سے اجتناب** حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو چیز مشتبہ ہے، اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو غیر مشتبہ ہو، حلال بھی واضح ہو اور حرام بھی لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزین ہین، پس جو شخص مشتبہ گناہون کو چھوڑ دیگا وہ کھلے ہوئے گناہون کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا، اور جو شخص مشتبہ گناہون کا مرتکب ہوگا، بہت ممکن ہو کہ کھلے ہوئے گناہون کا مرتکب ہو جائے، گناہ خدا کی چراگاہ ہے، اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائیگا، ممکن ہو کہ اس کے مویشی اس مین پڑ جائین، صحابیات اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھین، ایک صحابیہ نے اپنی لونڈی کو اپنی مان پر صدقہ کر دیا تھا، وہ مر گئین تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہوگئی، صدقہ کر چکی تھین اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہین، مان اس کی مالک ہوگئی تھی، اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہوگئی تھین، اس لئے وہ ان کو وراثت مین مل سکتی تھی، اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لیئے وہ رسول اللہ

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۱۵۲، [2] ایضاً ص ۲۴۲،

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور واقعہ بیان کیا، آپنے فرمایا تمھین صدقہ کا ثواب مل چکا، اور اب وہ تمھاری وراثت مین آگئی[۱]،

حضرت اسماءؓ کی مان قتیلہ کافرہ تھین، اور حضرت ابو بکرؓ نے زمانۂ جاہلیت ہی مین ان کو طلاق دیدی تھی، ایک بار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزین ہدیہ لے کر آئین، چونکہ یہ کافرہ کا ہدیہ تھا، اس لئے حضرت اسماءؓ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا، اور حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروایا، آپنے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی[۲]،

## مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

**تسبیح وتہلیل** تسبیح وتہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامات ہین، اور صحابیات مین یہ علامت پائی جاتی تھی، ایک صحابیہؓ سامنے کنکری یا گٹھلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اسکی کیا ضرورت ہی؟ مین اس سے آسان ترکیب بتاتا ہون، اس کے بعد ایک دعا بتادی[۳]،

**مقاماتِ مقدسہ کی زیارت** حصولِ برکت کا شوق صحابیات کو مقاماتِ مقدسہ کی طرف کھینچ لے جاتا تھا، ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئین، اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا شفا دے گا تو بیت المقدس مین جاکر نماز پڑھون گی، صحت یاب ہوئین، تو سامانِ سفر کیا، اور رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئین، انھون نے کہا کہ مسجدِ نبویؐ ہی مین نماز پڑھ لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد مین ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازون سے بہتر ہے[۴]،

ایک صحابیہ نے مسجد قبا تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی تھی، ابھی نذر پوری کرنے بھی نہین پائی تھین

---

[۱] ابو داؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الرجل یہب الہبۃ ثم یوصی لہ [۲] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت اسماءؓ [۳] ابو داؤد ابواب تفریع شہر رمضان باب التسبیح بالحصی [۴] مسلم باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینۃ ومکہ،

کہ انتقال ہوگیا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ ان کی صاجزادی نذر پوری کریں[1]،

فرائضِ مذہبی ادا کرنے مین جسمانی تکلیفین اٹھانا

شوقِ عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفون کو آسان کر دیتا ہے، اور صحابیات مین یہ شوق موجود تھا، اس لیے وہ ہر قسم کی تکلیفین برداشت کرتی تھین، اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھین، حضرت حمنہ بنت جحشؓ ایک صحابیہ تھین، ان کا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھین، جب تھک جاتی تھین تو ستونِ مسجد مین ایک رسی باندھ رکھی تھی، اس سے لٹک جاتی تھین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو دیکھا تو فرمایا، ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے، جو ان کی طاقت مین ہو، اگر تھک جائین تو بیٹھ جانا چاہیے، چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھنکوا دی[2]،

پابندی قسم

ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہین، اور ہم کو یہ محسوس نہین ہوتا کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے، لیکن صحابیات بہت کم قسم کھاتی تھین، اور جس بات پر قسم کھا لیتی تھین، اس کو پورا کرتی تھین ایک بار حضرت عائشہؓ عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہوگئین، اور قسم کھائی کہ اب ان سے بات چیت نہ کرین گی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے معافی مانگی، اور دوسرے صحابہ نے بھی ان کی سفارش کی تو رو کر کہنے لگین،

انی نذرت و النذر شدید — مین نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہے،

بالآخر اصرار و سفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا، تو کفارۂ قسم مین ۴۰ غلام آزاد کیے[3]،

[1] موطاے امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ، [2] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب النعاس فی الصلوٰۃ،
[3] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ،

# تبجیلِ الرسولؐ

**برکت اندوزی**

صحابیات ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھین، اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اس کو آپ کی خدمت مین حاضر کرتین، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ مین کھجور ڈالکر اس کے منہ مین ڈالتے، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔[1]

**محافظتِ یادگارِ رسول**

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگارون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھین، حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اس کو لے لیا، اور محفوظ رکھا چنانچہ جب کوئی شخص ان کے خاندان مین بیمار ہوتا تھا، تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھین۔[2]

جن کپڑون مین آپ کا وصال ہوا تھا، حضرت عائشہؓ نے ان کو محفوظ رکھا تھا چنانچہ ایک دن انھون نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہبند اور ایک کمل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپنے انہی کپڑون مین داعیِ اجل کو لبیک کہا تھا۔[3]

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی، آپنے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا، اس کو انھون نے محفوظ رکھا جب کوئی شخص بیمار ہوتا، یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا، تو وہ اس سے پانی پیتی، اور پلاتی تھین۔[4]

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی من الناس و تبرکہم [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۳۴۸ [3] ابو داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر [4] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ام سلیمؓ

آجب آپ حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تھے، توان کی والدہ آپکے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی میں بھر لیتی تھین، اور اس کو محفوظ رکھتی تھین[1]،

غزوۂ خیبر مین آپنے ایک صحابیہ کو خود دستِ مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا، وہ اس کی اس قدر قدر کرتی تھین کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہین کیا، اور جب انتقال کرنے لگین تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے[2]،

ایک دن آپ حضرت ام سلیمؓ کے مکان پر تشریف لائے، گھر مین ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپنے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا، اور پانی پیا، حضرت ام سلیمؓ نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا[3]،

آپ حضرت شفا بنت عبد اللہؓ کے یہان کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے، اس غرض سے انھون نے آپ کے لئے ایک بستر اور ایک خاص تہبند بنوا لیا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے، یہ یادگارین ایک مدت تک ان کے خاندان مین محفوظ رہین، اخیر مین مروان نے ان سے لے لیا[4]،

**ادبِ رسول**

صحابیات آپ کی خدمت مین حاضر ہوتین تو دربارِ نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیبِ تن کر لیتین، ایک صحابیہ فرماتی ہین،

جمعت علی ثیابی فاتیت رسول اللہ[5] صلی اللہ علیہ وسلم

مین نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی،

اگر نادانستگی کی حالت مین بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا، تو اسکی معافی

---

[1] بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوماً فقال عندہم [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۳۰۰ [3] ابو داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر [4] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ام سلیمؓ [5] ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل اسد الغابۃ تذکرۂ حضرت شفا بنت عبد اللہؓ

چاہتین، ایک صحابیہ کا بچہ مرگیا تھا، اور وہ اس پر رو رہی تھین، آپ کا گذر ہوا تو فرمایا "خدا سے ڈرو، اور صبر کرو" بولین تمھین میری مصیبت کی کیا پروا ہے؟ آپ چلے گئے تو لوگون نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، دوڑی ہوئی آئین، اور عرض کی کہ مین نے حضور کو نہین پہچانا،[1]

**حمایتِ رسول** صحابیات اپنے دلون مین نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھین، حضرت طلیب بن عمیرؓ اسلام لائے، اور اپنی مان اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولین کہ "تم نے جس شخص کی حمایت کی، وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردون کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے، اور آپ کی طرف سے لڑتے"[2]

**خدمتِ رسول** صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھین حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھین، انھون نے اس استقلال کیساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادمۂ رسول اللہ کا لقب حاصل ہوا،[3] سفینہ حضرت سلمہؓ کی والدہ کی لونڈی تھی، انھون نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گذاری مین صرف کرے، اس نے کہا "اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتین تب بھی مین تا نفسِ واپسین آپ کی خدمت سے علٰحدہ نہ ہوتی"[4]

**ہیبتِ رسول** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرعظمت روحانیت سے صحابیات اسقدر مرعوب ہو جاتی تھین کہ جسم مین رعشہ پڑ جاتا تھا، ایک بار حضرت خدیجہؓ نے آپ کو مسجد مین اکڑو بیٹھے ہوئے دیکھا، ان پر آپ کے اس خشوع و خضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھین،[5]

**نعتِ رسول** صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیان تک آپ کی مدح مین رطب اللسان رہتی تھین، آپ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیان دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھین،

---

[1] ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمۃ [2] استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیرؓ [3] ابو داؤد کتاب الطب باب الحجامۃ [4] ایضاً کتاب العتق باب فی العتق علی الشرط [5] شمائل ترمذی باب ماجاء فی حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

نحن جوار من بنی النجار | یا حبذا محمد من جار
---|---
ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیاں ہیں | محمد کتنے اچھے پڑوسی ہیں

پردہ نشین عورتیں یہ اشعار پڑھتی تھیں،

طلع البدر علینا | من ثنیات الوداع
---|---
ثنیۃ الوداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے | 
وجب الشکر علینا | ما دعی للہ داعی
جب تک دعا کرنے والے دعا کریں | ہم پر خدا کا شکر واجب ہے

حضرت عائشہؓ جب رخصت ہو کر آئیں، تو چھوکریاں دف بجا بجا کر واقعاتِ بدر کے متعلق اشعار گاتی تھیں، ان میں سے ایک نے یہ مصرعہ گایا،

وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ | ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے
---|---

تو آپ نے روک دیا، اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں[1]،

**پابندی احکام رسول** صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں آپ نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے، صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں اُن سے ملنے آئیں، انھوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی، اور کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے آپ سے سنا ہے کہ "کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہیں" اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی،

جب حضرت ام حبیبہؓ کے والد نے انتقال کیا، تو انھوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو ملی،

[1] بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح،

اور کہا کہ "مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی"[1]

ایک بار حضرت عائشہؓ کے پاس ایک سائل آیا، انھون نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا، پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا، تو انھون نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگون نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا، تو بولین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

انزلوا الناس علی قدر منازلھم — لوگون کو ان کے درجہ پر رکھو،

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے مین مرد عورت مل جل کر چل رہے ہین، عورتون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہین گذر سکتین" اس کے بعد عورتون کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھین کہ ان کے کپڑے دیوارون سے الجھ جاتے تھے،[2]

رضامندیِ رسولؐ — صحابیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی، اس لیے اگر آپ کبھی ناراض ہو جاتے تھے، تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامند کرنے کی کوشش کرتی تھین، آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام بی بیان ساتھ تھین، سو اتفاق سے راستہ مین حضرت صفیہؓ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وہ رونے لگین، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے، اور دستِ مبارک سے ان کے آنسو پونچھے آپ جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے، اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھین، جب کسی طرح چپ ہوئین تو آپ نے ان کی سرزنش فرمائی۔ اور تمام لوگون کو منزل کرنے کا حکم دیا، اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کرا دیا، اب حضرت صفیہؓ کو خیال ہوا کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے، اس لئے آپ کی رضامندی کی تدبیرین اختیار کین، اس غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس گئین اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مین اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ مین نہین دے سکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دین تو مین اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہون، حضرت عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی۔ اور ایک ڈوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق باب العدہ المتوفی عنہا زوجہا [2] ابوداؤد کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطریق،

رنگ مین رنگا ہوا تھا، پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیئے کہ خوشبو خوب پھیلے، اس کے بعد آپ کی خدمت مین گئین، اور خیمہ کا پردہ اٹھایا، تو آپنے فرمایا، عائشہؓ یہ تمھاری باری کا دن نہین ہے، بولین،

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء[۱] یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے،

**تفویض رای الرسول** عورت کے لئے نکاح کا معاملہ سب سے زیادہ اہم ہے، لیکن صحابیات نے اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین دیدیا تھا، اس لئے آپ جس سے چاہتے تھے، ان کا نکاح کر دیتے تھے، اور وہ بخوشی اس کو قبول کر لیتی تھین، حضرت فاطمہ بنت قیسؓ ایک صحابیہ تھین جن سے ایک طرف تو حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ جو نہایت دولتمند صحابی تھے، نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپنے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی، لیکن حضرت فاطمہ بنت قیسؓ نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا، اور کہا کہ میرا معاملہ آپکے ہاتھ مین ہے، جس سے چاہیئے نکاح کر دیجیے،[۲]

جلیبیبؓ ایک ظریف الطبع صحابی تھے، جو راستون مین بھی ظرافت اور مذاق کی باتین کرتے تھے، اس لئے صحابہ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے، ایک بار آپنے ان کے لئے ایک انصاری لڑکی سے پیغام نکاح دیا، انھون نے کہا کہ اسکی مان سے مشورہ کر لون، مان نے جلیبیب کا نام سنا تو انکار کیا، لیکن لڑکی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نامنظور نہین کیجا سکتی مجھے آپکے حوالہ کر دو، خدا مجھے ضائع نہ کریگا،[۳]

**ضیافت رسول** اگر خوش قسمتی سے صحابیات کو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت، محبت اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجا لاتین، ایک بار آپ حضرت ام حرامؓ کے مکان پر تشریف لے گئے تو انھون نے دعوت کی، آپنے قبول فرمائی، اور وہین قیلولہ فرمایا،[۴]

ایک بار ایک صحابی نے آپ کی دعوت کی، دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے

---

[۱] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۱۴۴ [۲] نسائی کتاب النکاح، الخطبہ فی النکاح [۳] مسند جلد ۳ ص ۱۳۶ [۴] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی رکوب البحر فی الغزو

پردے سے سر نکال کر کہا کہ "یارسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجئے" آپنے فرمایا "خدا تم پر اور تمھارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے"[1]

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز بناکر آپ کی خدمت مین پیش کرتی تھین، ایک بار حضرت ام ایمنؓ نے آٹا چھانا، اور اسکی روٹیان تیار کر کے آپ کی خدمت مین پیش کین، آپنے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولین "ہمارے ملک مین اسی کا رواج ہے، مین نے چاہا کہ آپکے لئے بھی اسی قسم کی روٹیان تیار کرون، لیکن آپنے کمال زہد و تقشف سے فرمایا "آٹے مین جو کر ملا کر پھر گوندھو"[2]

محبت رسول | صحابیات کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے، اور وہ اس کا اظہار مختلف طریقون سے کرتی تھین حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھین وہ جب آپ کا ذکر کرتین تو فرط محبت سے کہتین بابا یعنی مین آپ پر قربان[3]

آپ جب کسی غزوہ مین تشریف لیجاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذرین مانتی تھین، ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے، تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یارسول اللہ مین نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپکے سامنے دف بجا بجا کر گیت گاؤن گی[4]

شوق صحبت رسول | صحابیات کے دل مین آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا حضرت قیلہؓ بیوہ ہوگئین، تو بچون کو ان کے چچانے لے لیا، اب وہ تمام دنیوی جھگڑون سے آزاد تھین، اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک مین حاضر ہوئین، اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھایا[5]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۳ ص ۳۰۹ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ [3] نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض العیدین و دعوت المسلمین

[4] ترمذی کتاب المناقب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب [5] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہؓ

# فضائلِ اخلاق

**استعفاف** فیضِ تربیتِ نبوی نے صحابیات کے ایک ایک فرد کو غیرت، خود داری اور عزتِ نفس کا مجسمہ بنا دیا تھا، اس لئے وہ کسی کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلاتی تھیں، ماں باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہیں آتی لیکن صحابیات کی غیرت اس کو بھی گوارا نہیں کرتی تھی کہ ماں باپ سے بھری محفل میں سوال کیا جائے، حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کاج سے تنگ آگئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے، حاضرِ خدمت ہوئیں کہ آپ سے ایک غلام مانگیں، دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں شرم کے مارے واپس آئیں۔[1]

**ایثار** فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے، لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے، اور وہ صحابیات میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی، حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے جگہ محفوظ کر رکھی تھی، لیکن جب حضرت عمرؓ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے یہ تختۂ جنت ان کو دیدیا، اور فرمایا،

| | |
|---|---|
| کنت اریدہ لنفسی ولاوثرن | میں نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن |
| بہ الیوم علی نفسی،[2] | آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہوں، |

ایک دن وہ روزہ سے تھیں، گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، ایک مسکین عورت آئی، انہوں نے لونڈی سے کہا کہ روٹی اس کو دیدو، اس نے کہا افطار کس چیز سے کیجئے گا، بولیں دے تو دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا، یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔[3]

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب فی التسبیح [2] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ [3] موطا امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقۃ،

**فیاضی** صحابہؓ کی طرح اسلام کو صحابیات کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات واستحکام حاصل ہوا، حضرت اُم سلیمؓ نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیا تھا[۱]،

حضرت عائشہؓ اس قدر فیاض تھین کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا، اس کو صدقہ کر دیتی تھین، حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ نے ان کو اس فیاضی سے روکنا چاہا، تو اس قدر برہم ہوئین، کہ ان سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی[۲]

حضرت اسماءؓ ان سے بھی فیاض تھین، حضرت عائشہؓ کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھین، جب معتد بہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا، تو اس کو تقسیم کر دیتی تھین، لیکن حضرت اسماءؓ کل کے لئے کچھ نہین رکھتی تھین، روز کا روز خرچ کر دیا کرتی تھین[۳]،

ایک بار حضرت منکدر بن عبد اللہؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے، بولین کہ تمھارے کوئی لڑکا ہے، انھون نے کہا نہین" فرمایا، اگر میرے پاس دسہزار درہم ہوتے تو مین تم کو دیدیتی[۴]حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے پاس روپیے بھیجے، بولین کسقدر جلد میری آزمائش ہوئی فوراً آدمی بھیجکر اُن کو بلوایا، اور دسہزار درہم دیدیئے، انھون نے اس رقم سے ایک لونڈی خرید لی، اور اس سے اُن کے متعدد بچے پیدا ہوئے[۵]،

ازواجِ مطہرات مین حضرت زینب بنت جحشؓ نہایت فیاض تھین، وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھین، اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی، مساکین کو دیدیتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا، وہ مجھ سے سب سے پہلے ملے گا، اس بناپر ازواجِ مطہراتؓ اپنے ہاتھون کو ناپتی تھین، حضرت زینبؓ کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے، لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواجِ مطہراتؓ کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی[۶]،

---

[۱] صحیح بخاری [۲] بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش [۳] ادب المفرد باب السخاوۃ [۴] طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبد اللہؓ [۵] اصابہ تذکرہ حضرت زینب بنت جحشؓ،

**مخالف سے انتقام نہ لینا** اگر مخالف کسی مصیبت مین مبتلا ہو جائے، تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہین مل سکتا، لیکن صحابیاتؓ کے دل مین خدا اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ مین باہم نوک جھوک رہتی تھی، لیکن جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگا گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے ان کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی، تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتین، بولین کہ مین اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہون، مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہین ہے، حضرت عائشہؓ کو خود اعتراف ہے کہ

وھی التی تسامینی فعصمھا اللہ بالورع، وہ اگرچہ میری حریف تھین، لیکن خدا نے تورع کی وجہ سے ان کو بچا لیا،

انتقام تو بڑی چیز ہے، صحابیاتؓ اپنے مخالفون سے بغض رکھنا بھی پسند نہین کرتی تھین، حضرت معاویہ بن خدیجؓ نے حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا، ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، حضرت عائشہؓ نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ مین معاویہؓ کا سلوک کیسا رہا؟ اُس نے کہا اُن مین کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ اُن کے مداح رہے، اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اسکی جگہ دوسرا اونٹ دیدیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اسکی جگہ دوسرا گھوڑا دیدیتے تھے، اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دیتے تھے، حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر کہا، استغفر اللہ اگر مین اُن سے اس بنا پر بغض رکھون کہ انھون نے میرے بھائی کو قتل کیا، مین نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ خدایا جو شخص میری اُمت کے ساتھ ملاطفت کرے، تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر، اور جو شخص اس پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر؛ [۲]

**مہمان نوازی** حضرت اُم شریکؓ نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھین، انھون نے اپنے مکان کو گویا

---

[۱] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن بعضاً [۲] اسد الغابۃ تذکرۂ حضرت معاویہ بن خدیجؓ،

مہمان خانہ بنا دیا تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین باہر سے جو مہمان آتے تھے، وہ اکثر انہی کے مکان پر ٹھہرتے تھے[1]۔

**عزتِ نفس** صحابیات رضی اللہ عنہن عزتِ نفس کا مجسمہ تھین حضرت عبد اللہ بن زبیر جس دن شہید ہوئے، اس روز اپنی والدہ حضرت اسمار رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، انھون نے ان کو دیکھا تو بولین "بیٹا قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا، جس پر تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے، خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کر لی جائے"۔

**صبر وثبات** مُردون پر نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتون مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا، لیکن فیضِ تربیت نبوی نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری کا لڑکا بیمار ہوا، وہ صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے، ان کی عدم موجودگی مین یہان لڑکا جان بحق تسلیم ہو گیا، لیکن ان کی بی بی نے لوگون سے کہدیا کہ ابو طلحہ سے نہ کہنا، وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولین پہلے سے زیادہ سکون کی حالت مین ہے، یہ کہکر کھانا لائین اور انھون نے کھانا کھایا، صبح ہوئی تو کہا کہ اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے، اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو اس کے روک رکھنے کا حق حاصل ہے؟ بولے "نہین" بولین "تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو"[2]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے واپس آئے، تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئین، انہی مین حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھین، وہ آئین تو آپ نے فرمایا کہ حمنہ! اپنے بھائی عبد اللہ بن جحش کو صبر کرو، انھون نے انا للہ پڑھا، اور ان کے لئے دعاے مغفرت کی، آپ نے پھر فرمایا کہ اپنے ماموں حمزہ ابن عبد المطلب کو بھی صبر کرو" انھون نے اس پر بھی انا للہ پڑھا، اور دعاے مغفرت کرکے خاموش ہو رہین،[3]

---

[1] نسائی کتاب النکاح باب الخطبہ فی النکاح [2] مسلم کتاب الادب باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ ۱ ح

[3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے، تو اُن کی والدہ حضرت اسماؓ بیمار تھین، وہ اُن کے پاس آئے، اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ مرنے مین آرام ہے" بولین "شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے، لیکن جب تک دو باتون مین سے ایک نہ ہو جائے مین مرنا پسند نہ کرون گی یا تو تم شہید ہو جاؤ، اور مین تم کو صبر کرلون، یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون" چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسماءؓ با وجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کے لئے آئین، اور بجائے اس کے کہ روتی پیٹتین، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہین آیا، کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُترے[۵۱]،

**شجاعت** غزوات مین صحابہ کرام نے جس طرح داد شجاعت دی، صحابیاتؓ کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہین، غزوہ حنین مین کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرزاٹھا تھا، لیکن حضرت ام سلیمؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے منتظر تھین کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کردین، چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اُن کے ہاتھ مین خنجر دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بولین کہ چاہتی ہون کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ مین بھونک دون[۵۲]،

غزوہ خندق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عورتون کو ایک قلعہ مین کردیا تھا، ایک یہودی آیا، اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا، حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ "یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے، اس کو قتل کر دو، بولے تمھین تو معلوم ہے کہ مین اس میدان کا مرد نہین، اب حضرت صفیہؓ خود اترین اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے مارا کہ وہ وہین ٹھنڈا ہو گیا[۵۳]،

**زہد و تقشف** صحابیات نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھین ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ

---

[۵۱] استیعاب تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ [۵۲] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی السلب یعطی القاتل [۵۳] اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب،

کی خدمت مین حاضر ہوا، بولین، ذرا ٹھہر جاؤ مین اپنی نقاب سی لون" اس نے کہا "اگر مین لوگون کو اس کی خبر
کر دون تو لوگ آپ کو بخیل سمجھین گے، بولین جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہین پہنتے، اُن کو آخرت مین نیا
کپڑا نصیب نہ ہوگا"[1]

**زندہ دلی** | صحابیات کے جذبات کو اسلام نے تر و تازہ اور شگفتہ کر دیا تھا، اس لئے اُن مین زندہ دلی
پائی جاتی تھی، عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے
تھے، اور مسرت کے ترانے گاتے تھے[2]

**رازداری** | صحابیات کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہین نکل سکتا تھا، ایک دن
آپ کی خدمت مین تمام ازواجِ مطہراتؓ جمع تھین، حضرت فاطمہؓ بھی اسی حالت مین آگئین، آپ نے اُن کو
مرحبا کہا، اور اپنے داہنی جانب بٹھا لیا، اور آہستہ سے اُن کے کان مین ایک بات کہی، وہ چیخ مار کر رو پڑین،
پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی، جس سے وہ ہنس پڑین، آپ چلے گئے، تو تمام بی بیون نے اس کی وجہ
پوچھی، بولین مین آپ کی زندگی مین آپ کا راز فاش نہین کر سکتی[3]

**عفت و عصمت** | اسلام نے پاکیزگیِ اخلاق کی جو تعلیم دی ہے، اس نے صحابیات کو عصمت و عفت کا
مجسمہ بنا دیا، ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت مین اچھی نہ تھی، ایک شخص نے اپنی طرف مائل
کرنا چاہا، تو بولین ہٹو اب وہ زمانہ گیا، اور اسلام آیا[4] اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیان تک بدکاری
سے ابا کرنے لگین، مسیکہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر شکایت
کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ، — اپنی لونڈیون کو بدکاری پر مجبور نہ کرو،

---

[1] ادب المفرد باب الرفق فی المعیشۃ [2] بخاری کتاب العیدین باب سنۃ العیدین لاہل الاسلام [3] مسلم کتاب الفضائل
مناقب فاطمہؓ [4] مسند ابن حنبل جلد ۴ ص ۱۰۶ [5] ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا،

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات سے بہت بعید تھا وہ اس کو بھی گوارا نہین کرتی تھین کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑ جائے، ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نکاح کرنا چاہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو، وہ اس غرض سے اس کے گھر گئے، عورت نے پردہ سے کہا "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، تو خیر، ورنہ تمھین خدا کی قسم"[1]

اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے، اگر خدانخواستہ صحابیات پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمن عقل و ہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عائشہؓ کے کانون مین جب واقعہ افک کی بھنک پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑین، لرزہ بخار آگیا، اور آنسوؤن کی جھڑی لگ گئی[2]،

[1] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجہا [2] بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ عزوجل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین،

-----

# حسنِ معاشرت

مصالحت اور صفائی | اگرچہ بمقتضائے فطرتِ انسانی صحابیات کسی سے ناراض ہو جاتی تھیں، تو ان کو اس چندروزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا، ایک معاملہ میں حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہو گئیں، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی، لیکن عفو تقصیر کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا[۱]۔

صلۂ رحم | حضرت زینبؓ اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں،

| | |
|---|---|
| ولم ار امرأۃ قط خیرا فی الدین | میں نے زینبؓ سے زیادہ دیندار، زیادہ |
| من زینب واتقی اللہ و اصدق | پرہیزگار زیادہ سچی اور زیادہ صلۂ رحمی کرنیوالی |
| حدیثا واوصل للرحم[۲] | عورت نہیں دیکھی، |

حضرت اسماءؓ نے ایک جائداد وراثۃً پائی تھی، اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہؓ نے دی تھی، لیکن انھوں نے اس مال و جائداد کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو ان کے قرابت دار تھے، ہبہ کر دیا[۳]۔

صحابیات کی صلۂ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی، بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں، حضرت اسماءؓ ہجرت کر کے مدینہ آئیں، تو ان کی والدہ جو کافرہ تھیں اُن کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ان کے ساتھ

---

[۱] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ [۲] مسلم کتاب الفضائل باب فضل عائشہؓ [۳] بخاری کتاب الہبۃ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ،

صلۂ رحمی کر سکتی ہین؟ آپنے فرمایا ہان[۱]، چنانچہ انھون نے ان کو مدد دی۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے ایک جائداد کی وصیت کی تھی[۲]،

**ہدیہ دینا** حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہدیہ ازدیاد محبت کا ذریعہ ہے، اس لئے صحابیات ایک دوسرے کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھین،

حضرت نسیبہ انصاریہؓ اس قدر مفلس تھین کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا، تاہم اس حالت مین بھی وہ ازواجِ مطہرات کی خدمت مین ہدیہ بھیجتی تھین، ایک بار ان کے پاس صدقہ کی بکری آئی تو انھون نے اس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ہدیۃً بھیجا[۳]۔ حضرت بریرہؓ کے پاس بھی جو صدقہ مین آتا تھا، وہ ازواجِ مطہرات کو ہدیۃً دیدیا کرتی تھین[۴]،

**خادمون کے ساتھ سلوک** صحابیات خادمون کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھین، اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اٹھا، اور اپنے خادم کو آواز دی، اس نے آنے مین دیر لگائی، تو اس نے اس پر لعنت بھیجی، حضرت ام الدرداؓ اس کے محل مین تھین، صبح ہوئی تو کہا کہ تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہدا نہ ہون گے[۵]،

**باہمی اعانت** صحابیات مصیبت مین دوسرون کی اعانت فرماتی تھین، اور ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنون کو ہر قسم کی مدد دیتی تھین، حضرت اسماؓ کو روٹی پکانا نہین آتی تھی، لیکن ان کی پڑوسنین ان کی روٹی پکا دیا کرتی تھین[۶]،

---

[۱] مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقہ والصدقۃ علی الاقربین [۲] مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیۃ لاہل الذمۃ [۳] بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قدر کم یعطی من الزکوٰۃ والصدقۃ ومن اعطی شاۃ [۴] مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ولبنی ہاشم ولبنی عبد المطلب وان کان المہدی ملکہا بطریق الصدقۃ [۵] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا [۶] مسلم کتاب الآداب باب ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق،

اگر عورتون کو اپنے شوہرون سے شکایت پیدا ہوتی، تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا درد دکھ کہتی تھین، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین نہایت پرزور طریقہ سے ان کی سفارش کرتی تھین، ایک بار ان کی خدمت مین ایک عورت سبز دوپٹہ اوڑھ کر آئی، اور جسم کھول کر دکھایا، کہ شوہر نے اس قدر مارا کہ بدن پر نیل پڑ پڑ گئے ہین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مسلمان عورتین جو مصیبت برداشت کر رہی ہین، ہم نے ایسی مصیبت نہین دیکھی، دیکھیے اس کا چمڑا اس کے دوپٹے سے زیادہ سبز ہو گیا ہے، بخاری کی اس روایت کے آخر مین عموماً عورتون کی نسبت یہ الفاظ ہین :-

والنساء ینصر بعضھن بعضاً — عورتون کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہین[۱]

ایک شخص کی بی بی بیمار تھین، وہ حضرت ام الدرداءؓ کے پاس آئے، انھون نے حال پوچھا تو انھون نے کہا بی بی بیمار ہے، اب انھون نے ان کو بٹھا کر کھانا کھلایا، اور جب تک ان کی بی بی بیمار رہین، حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہین[۲]

**عیادت** صحابیات ہر ممکن طریقہ سے مریضون کی عیادت کرتی تھین، ایک بار اہل صفہ مین سے ایک صحابی بیمار تھے، حضرت ام الدرداءؓ اونٹ پر سوار ہو کر آئین اور ان کی عیادت کی[۳]

**تیمارداری** صحابیات نہایت دلسوزی سے مریضون کی تیمارداری کرتی تھین، حضرت عبداللہ بن مظعونؓ بیمار ہوئے، تو حضرت ام العلاءؓ اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمارداری کی، ان کا انتقال ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام العلاءؓ نے محبت کے لہجے مین کہا "تم پر خدا کی رحمت ہو، مین شہادت دیتی ہون کہ خدا نے تمھاری عزت کی"[۴]

---

[۱] بخاری کتاب اللباس باب الثیاب الخضر [۲] ادب المفرد باب عیادۃ الصبیان [۳] ایضاً باب عیادۃ النساء الرجل المریض [۴] بخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات،

حضرت زینبؓ مرض الموت مین بیمار ہوئین، تو حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے پوچھوایا کہ کون اُن کی تیمارداری کرے گا؟ تمام بیبیون نے کہا "ہم" ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل وکفن دے گا؟ تمام بی بیون نے کہا "ہم"[1]

**عزاداری** صحابیات عزاداری کو اپنا فرض خیال کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو دفن کرکے آرہے تھے، راہ مین دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جارہی ہین، پوچھا گھر سے کیون نکلین؟ بولین اس گھر مین عزاداری کے لئے گئی تھی،[2]

عرب جاہلیت مین عزاداری کا طریقہ یہ تھا کہ عورتین برادری مین جاکر باہم مُردون پر نوحہ کرتی تھین، لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹادیا، چنانچہ جب عورتین اسلام لاتی تھین تو ان سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا، تو بولین، فلان خاندان نے زمانۂ جاہلیت مین ہمارے مُردے پر نوحہ کیا ہے، مجھے اس کا معاوضہ ادا کرنا ضروری ہے، چنانچہ آپ نے اُن کو اسکی اجازت دیدی،[3]

**محبتِ اولاد** صحابیات بچون سے نہایت محبت رکھتی تھین، ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دی اور بچے کو اُس سے لینا چاہا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ "میرا پیٹ اس کا ظرف، میری چھاتی، اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی، اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے، آپ نے فرمایا، جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو،[4] اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا، لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس خصوصیت کی مدح فرمائی،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینبؓ [2] ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی التعزیہ [3] مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ [4] ابوداؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد

| | |
|---|---|
| نعم النساء نساء قریش احناھن | قریش کی عورتین کس قدر اچھی ہین، بچون سے |
| علی الولد وارعاھن علی | محبت رکھتی ہین، اور شوہرون کے مال ومتاع |
| الزوج[1] | کی نگرانی کرتی ہین، |

**بھائی بہن سے محبت** صحابیات اپنے بھائی اور بہنون سے نہایت محبت رکھتی تھین، حضرت عبداللہ ابن ابی بکر کا مقام حبش مین انتقال ہوا، اور لاش مکہ مین دفن ہوئی، تو حضرت عائشہ فرط محبت سے ان کی قبر تک آئین، اور ایک مشہور مرثیہ کے یہ اشعار پڑھے،

| | |
|---|---|
| وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ | من الدھر حتی قیل لن یتصدعا |

اور ہم دونون ایک مدت تک جذیمہ کے دونون ہم نشینون کی طرح ساتھ رہے، یہان تک کہ لوگون نے کہا کہ ان مین کبھی جدائی نہ ہوگی،

| | |
|---|---|
| فلما تفرقنا کان ومالکًا | بطول اجتماع لم نبت لیلۃ معًا[2] |

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہین کی تھی،

حضرت حمزہؓ غزوہ احد مین شریک ہوئے تو ان کی بہن حضرت صفیہؓ آئین کہ مقتل مین ان کا پتہ لگائین، لیکن لوگون نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہین بتایا، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہین ان کی عقل نہ جاتی رہے، اس لئے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انھون نے اناللہ پڑھا اور رونے لگین،[3]

حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو تمام عورتین رونے لگین، حضرت فاطمہؓ ان کی قبر کے پاس روتی

---

[1] بخاری کتاب النکاح [2] ترمذی کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الزیارۃ للقبور للنساء، [3] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت حمزہؓ،

تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے[1]۔

**حمایت والدین** | صحابیات والدین کی حمایت سے سخت موقعوں پر بھی اغماض نہیں کرتی تھیں، ایک بار کفار نے حالتِ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں اونٹ کی اوجھ ڈالدی، حضرت فاطمہؓ دوڑتے آئیں اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا، اور کفار کو برا بھلا کہا[2]۔

**پرورش یتامیٰ** | یتیموں کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے، حدیث شریف میں آیا ہے،

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنة، — ہم اور یتیموں کی پرورش کرنے والے جنت میں اس قدر قریب ہوں گے، جس قدر یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں،

اس لیے صحابیات یتیموں کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھیں، حضرت زینبؓ متعدد یتیموں کی پرورش کرتی تھیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور پوچھا کہ میں اپنے شوہر اور ان یتیموں پر صدقہ کروں تو جائز ہے؟ ایک دوسری صحابیہ بھی اس غرض سے درِ دولت پر کھڑی تھیں حضرت بلالؓ نے اطلاع کی، تو آپ نے فرمایا کہ اس کا دوہرا ثواب ملے گا ایک قرابت کا، اور دوسرا صدقہ کا[3]۔

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے بچے یتیم ہو گئے، تو حضرت عائشہؓ ان کی پرورش فرماتی تھیں[4]،

**یتیموں کے مال کی نگہداشت** | خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے، وابتلوا الیتمیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح، الخ اس

---

[1] مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۲۰۱ [2] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الاذی [3] بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج والایتام فی الحجر [4] موطاء امام مالک کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر،

بنا پر صحابیات نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھین، بلکہ اس کو ترقی دیتی تھین، حضرت عائشہ رض یتیمون کے مال لوگون کو دیدیتی تھین، کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دین[1]،

**بچون کی پرورش** صحابیات بچون کی پرورش مین اپنے عیش و آرام کو بھی فراموش کر دیتی تھین، حضرت ام سلیم بیوہ ہوئین، تو حضرت انس بن مالک رض بچے تھے، اس لئے انھون نے یہ عزم بالجزم کر لیا، کہ جب تک ان کی نشو و نما کامل طور پر نہ ہو جائے گی، وہ دوسرا نکاح نہ کرین گی، چنانچہ حضرت انس رض خود سپاس گذارانہ لہجے مین اعتراف کرتے ہین، کہ اللہ تعالیٰ میری مان کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا[2]،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابیات کو دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب تھے، لیکن باین ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانی رض سے نکاح کا پیغام دیا، تو انھون نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری آنکھون سے بھی زیادہ عزیز ہین، لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے، اس لئے مجھے خوف ہے کہ اگر مین شوہر کا حق ادا کرون گی، تو بچون کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی، اور اگر بچون کی پرورش مین مصروف رہون گی تو شوہر (یعنی آپ کا اگر نکاح کر لون گی) کا حق ادا نہ کر سکون گی[3]"

**شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت** زن و شوہر کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے، کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے، اور صحابیات مین عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی، حضرت اسماء بنت ابی بکر رض کی شادی حضرت زبیر رض سے ہوئی تھی، وہ گھر مین تھین کہ ایک غریب سوداگر آیا، اور کہا کہ اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے، وہ عجب کشمکش مین مبتلا ہوئین، فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھین، لیکن شوہر کی اجازت

---

[1] موطائے امام مالک کتاب الزکوٰۃ باب موال الیتامی والتجارۃ فیہا [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم [3] ایضاً تذکرہ حضرت ام ہانی،

کے بغیر اجازت نہین دے سکتی تھین، بولین "اگر مین اجازت دیدون اور زبیرؓ انکار کردین، تو مشکل پڑے گی، زبیرؓ کی موجودگی مین آؤ، اور مجھ سے سوال کرو" وہ اسی حالت مین آیا، اور کہا یا "ام عبد اللہ! مین محتاج آدمی ہون، آپ کی دیوار کے سایہ مین کچھ سودا بیچنا چاہتا ہون، بولین تم کو مدینہ مین میرا ہی گھر ملتا تھا" حضرت زبیرؓ نے کہا تمھارا کیا بگڑتا ہے، جو ایک محتاج کو بیع و شرا سے روکتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھین، اجازت دیدی،[1] وہ نہایت فیاض تھین، اس لیے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھین لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا، اور شوہر کے مال مین بلا اجازت تصرف نہین کر سکتی تھین، مجبوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ مین زبیرؓ کی آمدنی مین سے کچھ صدقہ کرون تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہو سکے،[2] دو،

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے بیعت لی، تو ان مین سے ایک خاتون اٹھین اور کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹے اور شوہر کے محتاج ہین، ان کے مال مین سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اس قدر کہ کھا پی لو اور ہدیہ دو،[3]

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا، لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے ان کی اس خصوصیت کو ان الفاظ مین نمایان کیا،

| | |
|---|---|
| نعم النساء نساء قریش احناھن | قریش کی عورتین کس قدر اچھی ہین، بچون سے محبت |
| علی الولد وارعاھن علی الزوج | رکھتی ہین، اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہین |

**شوہر کی رضاجوئی** صحابیات اپنے شوہرون کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھین،

---

[1] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق [2] مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بالقلیل [3] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب المرأۃ تصدق من بیت زوجھا،

حضرت حولاؓ عطر فروش تھین، ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت مین آئین، اور کہا کہ مین ہر رات کو خوشبو لگاتی ہون، بناؤ سنگار کر کے دلہن بنجاتی ہون، اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جاکر سورہتی ہون لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہین ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہین، پھر ان کو متوجہ کرتی ہون، اور وہ اعراض کرتے ہین"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے، تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا "جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو"[1]

ایک روز آپ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ مین چاندی کے چھلے دیکھے، تو فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ بولین مین نے اس کو اس لئے بنایا ہے کہ آپکے لئے بناؤ سنگار کرون[2]

ایک صحابیہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اُن کے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے، آپ نے ان کو پہننے سے منع فرمایا، بولین "اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے گی، تو اس کی نگاہ سے گرجائے گی"[3]

**شوہر کی محبت** صحابیات اپنے شوہرون سے نہایت محبت رکھتی تھین، حضرت زینبؓ کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی، وہ حالتِ کفر مین تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا، اور وہ گرفتار ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینبؓ نے اپنا ایک یادگار ہار، جس کو حضرت خدیجہؓ نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا، ابوالعاص کے فدیہ مین بھیجدیا[4]

حضرت حمنہ بنت جحشؓ کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا، تو فرطِ محبت سے چیخ اٹھین[5]

حضرت عمرؓ کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا تاہم ان کی بی بی حضرت عاتکہؓ روزے کے دنون مین بھی فرطِ محبت سے اُن کے سر کا بوسہ لیتی تھین[6]

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاؓ [2] ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب الکنز ما ھو: زکوٰۃ الحلی [3] نسائی کتاب الزینۃ [4] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فداء الاسیر بالمال [5] سننِ ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت [6] موطا کتاب الصیام باب ماجاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصیام

حضرت عاتکہؓ کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے ایک پُر درد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے،

فالیت لا تنفك عینی حزینة | علیك ولا ینفك جلدی اغبرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ | ہمیشہ پُر نم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہیگا،

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان سے شادی کی، دعوتِ ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ بھی شریک تھے، انھوں نے عاتکہ کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں، حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی، تو ان کا بھی نہایت پُر درد مرثیہ لکھا، اس کے بعد اُن سے حضرت زبیرؓ نے شادی کی، اور وہ بھی شہید ہوئے، تو عاتکہ نے اُن کا بھی مرثیہ لکھا۔[1]

**شوہر کی خدمت** صحابیات شوہر کی خدمت نہایت دلسوزی کے ساتھ کرتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوایا کرتے تھے، اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہؓ ادا فرماتی تھیں[2]، ایک بار آپ کمبل اوڑھ کر مسجد میں آئے، ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دھبہ نظر آتا ہے، آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجدیا، حضرت عائشہؓ نے کٹورے میں پانی منگایا، خود اپنے ہاتھ سے دھویا، اور خشک کیا، اور اس کے بعد آپ کے پاس بھیجدیا[3]، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے، یا احرام کھولتے تھے، تو حضرت عائشہؓ جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں،[4] جب آپ خانہ کعبہ کی ہدی بھیجتے تھے، تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹتی تھیں[5]،

صحابۂ کرام جب تمام دنیا کی خدمت و اعانت سے محروم ہو جاتے تھے، تو اس بیکسی کی حالت میں صرف اُن کی بی بیاں اُن کا ساتھ دیتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخلف غزوۂ تبوک کی بنا پر حضرت بلال بن اُمیہؓ سے ناراض ہوئے، اور اخیر میں تمام مسلمانوں کی طرح ان کی بی بی کو بھی تعلقات کے

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ عاتکہؓ بنت زید [2] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب غسل السواک [3] ایضاً باب الاعادہ من النجاستہ یکون فی الثوب [4] ابوداؤد کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام [5] ایضاً باب من بعث بہدیہ،

منقطع کر لینے کا حکم دیا، تو وہ حاضر خدمت ہوئیں، اور کہا کہ وہ بوڑھے آدمی ہیں، اُن کے پاس نوکر چاکر نہیں اگر میں اُن کی خدمت کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے، ارشاد ہوا "نہیں"[1]

عورت کتنی ہی اطاعت گذار اور فرمان بردار ہو، لیکن اگر اُس سے تعلقات منقطع کر لیئے جائیں تو وہ شوہر کی طرف مائل نہیں ہو سکتی، لیکن صحابیات نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا، ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا، یعنی ایک مدتِ معینہ کے لیئے اُن کو اپنے اوپر حرام کر لیا، تاہم اس حالت میں بھی وہ ان کی خدمت گذاری میں مصروف رہتی تھیں،

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ تبوک،

# طرز معاشرت
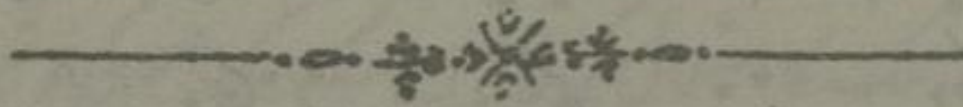
**غربت و افلاس** ابتدائے اسلام مین صحابیات نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھین، جس کا اثر ان کے لباس، مکان، اثاث البیت، اور سامانِ آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا،

**لباس** صحابیات کو کپڑون کی نہایت تکلیف تھی، حضرت فاطمہؓ جگر گوشۂ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب و حیا سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا، لیکن ناکامیابی ہوئی، سر ڈھکتی تھین تو پاؤن کھل جاتے تھے، پاؤن ڈھکتی تھین تو سر کھل جاتا تھا[1]

بعض صحابیات کو تو چادر بھی میسر نہ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات کو عیدگاہ مین جانیکی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ ارشاد ہوا کہ اس کو دوسری عورت اپنی چادر اڑھا لے[2]،

شادی بیاہ مین دولھن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے، لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ مین جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی، تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی[3]،

**مکان** غربت و افلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکان نہایت مختصر، پست اور کم حیثیت ہوتے تھے،

---

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین [3] بخاری کتاب الہبہ باب الاستعارۃ للعروس عند البناء

گھرون مین جائے ضرور تک نہ تھی، اس لیے راتون کو صحرا مین جانا پڑتا تھا، دروازون پر پردے نہ تھے،[۱] راتون کو جلانے کے لیے چراغ تک میسر نہ تھا،[۲]

**اثاث البیت** صحابیات کے گھرون مین نہایت مختصر سامان ہوتے تھے، یہان تک کہ میان بی بی دونون کے لیے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا،[۳] اور وہ بھی کھجور کے پتون سے بنایا جاتا تھا،

**زیورات** صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھین۔ احادیث کی کتابون کے تتبع و استقرا سے بازو بند، کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھین، جن کو عربی مین سخاب کہتے ہین، حضرت عائشہؓ کا ایک ہار، جو سفر مین گم ہوگیا تھا، وہ مہرہ یمانی کا تھا،[۴]

**سامان آرایش** صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھین، زچہ خانہ سے نکلتی تھین، تو منہ پر ورس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھین کہ چہرہ سے داغ دھبے مٹ جائین،[۵] خوشبو مین زعفران، عطر اور سک کا استعمال کرتی تھین، سک ایک قسم کی خوشبو ہے، جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے،

**اپنا کام خود کرنا** صحابیات خانہ داری کے کامون کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھین، اور اس مین سخت سے سخت تکلیفین برداشت کرتی تھین حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین صاحبزادی تھین لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھون مین چھالے پڑ گئے تھے مشکیزون مین پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہوگیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو گئے تھے،[۶]

ازواج مطہراتؓ باری باری گھر کا کام دھندا خود کرتی تھین، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جو پیسے اور اس کی روٹی پکائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے مین

---

[۱] بخاری قصۃ الافک [۲] ابو داؤد کتاب الادب باب ا۔ ستیذان فی العورات الثلاث [۳] صحیح بخاری [۴] ابو داؤد کتاب الطہارت باب فی الرجل یصیب منہا ما دون الجماع [۵] ایضاً باب فی التیمم [۶] ایضاً باب ما جاء فی وقت النفساء [۶] کتاب الخروج والامارہ باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربیٰ،

دیر ہو گئی تو سو گئین، آپ آئے تو جگایا،[1] حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی تھین، اور ان کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر مین کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغون مین جا جا کر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھین، حضرت ابو بکرؓ نے سائیسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو انھون نے اس خدمت سے نجات پائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا، جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا، حضرت اسماءؓ روز وہان جاتین، اور وہان سے کھجور کی گٹھلیان اپنے سر پر لاتین، اور ان کو کوٹ کر ان کی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتین،

گھر کے معمولی کاروبار ان کے علاوہ تھے، خود پانی لاتین مشک پھٹ جاتی تو اس کو سیتین، آٹا گوندھتین، روٹی پکاتین،[2] گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات بعض صنعتی کام بھی کرتی تھین، حضرت سودہؓ طائف کی ادھوڑی بناتی تھین، جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی،[3] بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھین،[4]

**پردہ** | عہدِ نبوت مین اگرچہ اس زمانہ کا سا سخت پردہ رائج نہ تھا، تاہم عورتین بالکل بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھین، محفہ مین سفر کرتی تھین،[5] نقاب پوش رہتی تھین،[6] اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھین، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین. کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین جب لوگ ہمارے سامنے سے گذرتے تھے، تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتے تھے، لوگ گذر جاتے تھے، تو پھر منہ کھول دیتے تھے،[7]

ایک بار حضرت افلح بن ابی القعیسؓ حضرت عائشہؓ کی ملاقات کو آئے، وہ پردہ مین چھپ گئین،

---

[1] ادب المفرد باب لا یوذی جارہ [2] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق و بخاری کتاب النکاح [3] اسد الغابۃ تذکرہ فلیسہ [4] بخاری کتاب البیوع باب النساج [5] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی یحج [6] ابوداؤد کتاب المناسک ما یلبس المحرم، [7] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرم تغطی وجہا،

بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہوئین تو تمھارا اچھا ہون" بولین کیونکر؟ بولے میرے بھائی کی بی بی نے تم کو دودھ پلایا ہے. بولین "مردنے تو دودھ نہین پلایا"[1]

ایک صحابیہؓ کا بیٹا شہید ہوا، وہ نقاب پہن کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین، صحابہ کرام نے اُن کو دیکھ کر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو، اور نقاب پوش ہو کر؟ بولین مین نے اپنے بیٹے کو کھو دیا ہے، شرم و حیا کو تو نہین کھویا[2]

ہمارے زمانہ مین پردہ ایک رسمی چیز ہے، مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسمًا پردہ کرتی ہے، تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی، لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہو گیا تو پھر اس کے لئے پردہ کے تمام قیود ٹوٹ جائین گے، لیکن صحابیات رسمی پردے کی پابند نہ تھین، ان کا پردہ بالکل شرعی تھا، اگر شریعت اجازت دیتی تھی، تو وہ کسی کے سامنے آتی تھین، اور جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے، تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھین، حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے کہ غلامون سے پردہ ضروری نہین، اس لئے وہ حضرت ابو عبداللہ سالمؓ کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے، آتی تھین اور ان سے بے تکلف باتین کرتی تھین، ایک دن وہ آئے، اور کہا کہ "خدا نے آج مجھے آزاد کر دیا" چونکہ اب وہ غلام باقی نہین رہے، اس لئے حضرت عائشہؓ نے پردہ گروا دیا، اور عمر بھر ان کے سامنے نہ ہوئین[3]

---

[1] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی لبن الفحل [2] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم

[3] نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح المرأۃ راسہا

# معاملات

**اداے قرض کا خیال** حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھین، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیون لیتی ہین؟ بولین کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے، خدا اپنی جانب سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے، تو مین اسی مددگار کی جستجو کرتی ہون[1]"

**قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا** حضرت اُمّ سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا، اُس نے جب بدلِ کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس مین کچھ کمی کر دیجئے، انھون نے کم کر دیا،[2]

**تقسیم وراثت مین دیانت** حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہؓ پر چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے، لیکن اب تک ان کا قبضہ نہین ہوا تھا، اس لئے ہبہ نامکمل تھا، حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ مین نے تم پر جو درخت ہبہ کئے تھے، اگر تمھارا ان پر قبضہ ہو جاتا، تو وہ تمھاری ملک ہو جاتے، لیکن آج وہ میرے ترکہ مین داخل ہین جس کے وارث تمھارے بھائی اور بہنین ہین، اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو، حضرت عائشہؓ بولین کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو مین چھوڑ دیتی۔[3]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۹۹ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ مصباح بن سرحس [3] موطاے امام مالک کتاب الاقضیہ باب مالایجوز من النحل،

# خدمات

سیاسی خدمات مین صحابیات کی کوئی قابلِ الذکر خدمت نہین ہے، صرف اصابہ مین تذکرہ شفاؓ بنتِ عدویہ مین اس قدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اُن کی راے کو مقدم سمجھتے تھے، اُن کی عزت کرتے تھے، اور بازار کی بعض خدمتین بھی اُن سے متعلق تھین لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جس کی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہوگی،

# مذہبی خدمات

**اشاعت اسلام** مذہبی خدمات مین اشاعتِ اسلام سب سے اہم ہے، اور اس مین ابتداے اسلام ہی سے صحابیات کی مساعیِ جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے، چنانچہ حضرت ام شریکؓ ایک صحابیہ تھین، جو آغازِ اسلام مین مخفی طور پر قریش کی عورتون کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھین، قریش کو اُن کی مخفی کوششون کا حال معلوم ہوا تو اُن کو مکہ سے نکال دیا[1]،

ایک غزوہ مین صحابۂ کرام پیاس سے بیتاب ہو کر پانی کی تلاش مین نکلے، تو حسنِ اتفاق سے ایک عورت مل گئی جس کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، صحابہ اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا، اگرچہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کی قیمت دلوا دی، تاہم صحابہؓ پر اس کے احسان کا یہ اثر تھا، کہ جب اُس عورت کے گاؤن کے آس پاس حملہ کرتے تھے، تو خاص اس کے

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت ام شریکؓ،

گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے، اس پر صحابۂ کرام کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا، کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو قبولِ اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے،[1]

حضرت اُمِ حکیمؓ بنت الحارث کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی، وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائین، لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے، حضرت اُمِ حکیمؓ نے یمن کا سفر کیا، اور اُن کو دعوتِ اسلام دی، وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے،[2]

حضرت ابو طلحہؓ نے حالتِ کفر مین حضرت اُمِ سُلیمؓ سے نکاح کرنا چاہا، لیکن انھون نے کہا کہ تم کافر ہو اور مین مسلمان، نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کر لو تو وہی میرا مہر ہو گا، اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگو گی؟ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے، اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا،[3]

**نومسلمون کا تکفل** ابتداے اسلام مین جو لوگ اسلام لاتے تھے، اُن کو مجبوراً اپنے گھر بار، اہل وعیال اور مال وجائداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا، اس بنا پر اس وقت اشاعتِ اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نومسلمون کی کفالت کیجائے، اور صحابیات اس مین نمایان حصہ لیتی تھین، چنانچہ حضرت ام شریکؓ کا گھران نومسلمون کے لئے گویا مہمان خانہ بن گیا تھا، یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنتِ قیسؓ کو ان کے یہان صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہین دی[4] کہ ان کے گھر مہمانون کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہین ہو سکتا تھا، حضرت درہؓ بنت ابی لہب بھی نہایت فیاض تھین، اور مسلمانون کو کھانا کھلایا کرتی تھین،[5]

**خدمتِ مجاہدین** جس طرح صحابہ کرامؓ بشوق غزوات مین شریک ہوتے تھے، اُسی طرح صحابیاتؓ بھی خدا کی راہ مین ان سے پیچھے نہین رہنا چاہتی تھین، اُن کے لئے سب سے زیادہ موزون کام زخمیون کی مرہم

---

[1] بخاری کتاب الغسل باب الصعید الطیب وضوء المسلم [2] موطاے امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت زید بن سہل بن اسود [4] مسلم کتاب الطلاق باب المطلقہ ثلاثا لا نفقہ لہا وکتاب الفتن واشراط الساعۃ باب فی خروج الدجال [5] اصابہ تذکرہ درہ،

پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسایش کا سامان بہم پہنچانا تھا، اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دلسوزی سے انجام دیتی تھین، غزوۂ خیبر مین متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال معلوم ہوا تو ناراضی کے لہجے مین پوچھا کہ تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟ بولین یا رسول اللہ، ہم اون کاتتے ہین اور اس سے خدا کی راہ مین اعانت کرتے ہین، ہمارے ساتھ زخمیون کے دوا علاج کا سامان ہے، لوگون کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہین اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہین[۱]،

حضرت امّ عطیہؓ ایک صحابیہ تھین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیون مین شریک ہوئین، وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھین، کھانا پکاتی تھین، مریضون کی مرہم پٹی کرتی تھین[۲]،

غزوۂ احد مین خود حضرت عائشہؓ شریک تھین اور وہ اور حضرت امّ سلیمؓ اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کر لاتی تھین، اور لوگون کو پانی پلاتی تھین[۳]،

حضرت ربیع بنت معوذؓ کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات مین شریک ہوتے تھے۔ پانی پلاتے تھے، مجاہدین کی خدمت کرتے تھے، اور مدینہ تک زخمیون اور لاشون کو اٹھا اٹھا کر لاتے تھے[۴]،

حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبوی مین خیمہ کھڑا کر رکھا تھا، جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمے مین ان کا علاج کرتی تھین، چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوۂ خندق مین زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ مین کیا گیا[۵]،

صحابیاتؓ کی یہ خدمات خود صحابۂ کرامؓ کے زمانہ مین نہایت قابلِ قدر خیال کی جاتی تھین، اور خود خلفاء بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے، چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتون مین چادر تقسیم فرمائی، ایک عمدہ چادر رہ گئی تو کسی نے کہا کہ اپنی بی بی امّ کلثوم کو دیدیجئے، بولے امّ سلیطؓ اس کی زیادہ مستحق

---

[۱] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی المرأۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ [۲] مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لہن ولا یسہم والنہی عن قتل صبیان اہل الحرب [۳] ایضاً باب غزوۃ النساء مع الرجال [۴] بخاری کتاب الجہاد باب رد النساء والقتلی [۵] اصابہ تذکرۂ رفیدہؓ

ہین، کیونکہ وہ غزوہ احد مین مشک بھر بھر کر پانی لاتی تھین، اور ہم کو پلاتی تھین[1]۔

**خدماتِ مساجد**

صحابیات مساجد کی صفائی مین نہایت اہتمام کرتی تھین، ایک بار کسی نے مسجد نبوی مین تھوک دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوے کہ چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا، ایک صحابیہ اٹھین اور اس کو مٹا دیا، اور اس جگہ خوشبو لگائی: آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوب کام کیا[2]،

ایک صحابیہ تھین جو ہمیشہ مسجد نبوی مین جھاڑو دیا کرتی تھین، یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نہایت قدر فرمائی، چنانچہ جب اُن کا انتقال ہوا تو صحابہ کرامؓ نے ان کو راتون رات دفن کر دیا، اور آپ کو اسکی اطلاع نہ دی: آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیون نہین خبر کی، بولے حضور استراحت فرما رہے تھے، ہم نے تکلیف دینا گوارا نہین کیا[3]،

**بدعات کا استیصال**

بدعت مذہب کے لئے بمنزلہ گھن کے ہے، اس لئے با اثر صحابیات ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھین کہ نخلِ اسلام مین یہ گھن نہ لگنے پائے، مثلاً مسلمانون مین غلافِ کعبہ کی جو عزت وحرمت قائم ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے، تو پرانا غلاف چرا چھپا کر خادمون کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہین، اس کو تبرک سمجھ کر رکھتے ہین، اور مکانون مین رکھتے ہین، دوستون کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہین، قرآن ان مین رکھتے ہین، مسجدون مین لٹکاتے ہین، اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہین، لیکن قرنِ اول مین یہ حالت نہ تھی، متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین مین دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانون کے کام کا نہ رہے، شیبہ بن عثمانؓ نے جو اس زمانہ مین کعبہ کے کلید بردار تھے، حضرت عائشہؓ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو انھون نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، خدا اور رسول نے اس کا حکم نہین دیا، اور ممکن ہے کہ آیندہ اس سے سوءِ اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے، اس لئے

---

[1] بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو [2] نسائی کتاب الصلوٰۃ باب تخلیق المسجد [3] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی القبر،

شیبہ سے کہا کہ یہ تو اچھی بات نہین، تم برا کرتے ہو، جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت مین استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہین، تم کو چاہیئے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو، اور اس کی قیمت غریبون اور مسافرون کو دے دیا کرو،[۱]

احتساب | جو چیز مذہب و اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے، شریعت کی اصطلاح مین اس کا نام احتساب ہے، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تین درجے مقرر فرما دیئے ہین،

من رأی منکم منکراً فلیغیر بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان، (مسلم)

تم سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اس مین اس کی طاقت نہین ہے، تو زبان سے اس کا انکار کرے، اور اگر یہ بھی نہین کر سکتا تو دل سے اس کو برا سمجھے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے،

اور باثر صحابیات نے پہلے دونون طریقون سے اس مذہبی خدمت کو انجام دیا ہے، ایک دفعہ حضرت عائشہ رضہ ایک گھر مین مہمان اتریں، میزبان کی دو لڑکیون کو جو جوان ہو چلی تھین دیکھا کہ بے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہین، تاکید کی کہ آیندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے،[۲]

ایک دفعہ ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر رضہ ان کے پاس آئے اور معمولی طور پر جھٹ پٹ وضو کر کے چلے، حضرت عائشہ رضہ نے ٹوکا کہ عبد الرحمن وضو اچھی طرح کیا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ وضو مین جو عضو نہ بھیگے، اس پر جہنم کی پھٹکار ہو،[۳]

[۱] عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی [۲] مسند جلد ۶ ص ۹۶ [۳] ایضاً ص ۳۸۵،

ایک بار انھون نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر مین صلیب کے نقش ونگار بنے ہوئے ہین، دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کپڑون کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے[۵]،

ایک بار ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمن نہایت باریک ڈوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئین، دیکھنے کے ساتھ ہی غصہ سے ڈوپٹہ کو چاک کر دیا، پھر فرمایا، تم نہین جانتین کہ سورہ نور مین خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہین، اس کے بعد گاڑھے کا دوسرا ڈوپٹہ منگوا کر اوڑھایا[۵]،

# اخلاقی خدمات

**نرد بازی کی روک ٹوک** فتوحاتِ عجم کے بعد عرب مین نرد بازی، شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ کا رواج ہوا، تو صحابیات نے اس پر شدت کے ساتھ دار وگیر کی، چنانچہ حضرت عائشہ رض کے گھر مین کچھ کرایہ دار رہتے تھے، ان کی نسبت ان کو معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہین، تو سخت برافروختہ ہوئین، اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کی گوٹیون کو میرے گھر سے باہر نہ پھینکد وگے، تو مین اپنے گھر سے نکلوا دون گی[۵]،

**شراب خواری کی روک ٹوک** فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام ونام سے آشنا ہوئے، جنھین ایک باذق تھا (یعنی بادہ)، چونکہ عربی میں شراب کو خمر کہتے ہین، اور اس کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے، اس بنا پر لوگون کو شبہہ تھا کہ ان شرابون کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہ رض نے اپنی مجلس مین بالاعلان کہدیا کہ شراب کے برتنون مین چھوارے تک نہ بھگوئے جائین، پھر عورتون کی طرف خطاب کر کے کہا اگر تمھارے مٹکون کے پانی سے بھی نشہ آئے، تو وہ بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر منشی چیز سے منع فرمایا ہے[۵]،

---

[۵] مسند جلد ۶ ص ۱۴۰، [۵] موطا امام مالک کتاب اللباس [۵] ادب المفرد باب الادب، اخراج الذین یلعبون بالنرد، [۵] سنن نسائی کتاب الخمر

**مصنوعی بال لگانے کی ممانعت** قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئی تھیں، ان میں ایک یہ بھی تھی کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے، وہ مصنوعی بال لگا لیتی تھیں، لیکن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مسلمان عورتوں کو اس کی ممانعت فرما دی تھی، آپکے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیاتؓ نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی، چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ "میری بیٹی دلھن بنی ہے، لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا مصنوعی بال جوڑ دوں"؟ فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے[۵]۔

# علمی خدمات

**علم تفسیر** قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے کہ اگر اسکی ایک آیت بھی کسی کی شان میں نازل ہو جائے تو وہ اس کے شرف کے لئے کافی ہے. چنانچہ حضرت زینبؓ کے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی، اس پر وہ فخر کیا کرتی تھیں،

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار گم ہو گیا. رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کو بھیجا، وہ اس کی تلاش میں نکلے، تو راستے میں نماز کا وقت ہو گیا، اور لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی، واپس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی، اس پر آیت تیمم نازل ہوئی، حضرت اسید بن حضیرؓ نے اس کو حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت سمجھا، اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا،

| | |
|---|---|
| جزاک اللہ خیرا فو اللہ | خدا تم کو جزائے خیر دے تم کو کوئی ایسا حادثہ پیش |
| ما نزل بک امر قط الا جعل اللہ | نہیں آیا جس سے خدا نے تمھارے نکلنے کا راستہ |
| لک منہ مخرجا وجعل للمسلمین فیہ برکۃ | نہیں بنایا، اور مسلمانوں کے لئے وہ ایک برکت بن گیا، |

---

[۵] مسند جلد ۶ ص ۱۱۱، بخاری کتاب النکاح باب استعارۃ الثیاب للعروس وغیرہا،

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بی بی حضرت خولہؓ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی،

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ، (مجادلہ)

خدا نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑ تی تھی،

اور اس نے ان کے رتبے کو اس قدر بلند کردیا تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ مسجد سے آرہے تھے، راہ مین ان سے ملاقات ہوگئی، اور انھون نے ان کو سلام کیا بولین "اے عمر مین نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے، جب تم کو لوگ بازار عکاظ مین عمیر کہتے تھے، اور اب تو تمہارا لقب امیر المومنین ہے، پس رعایا کے معاملے مین خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈرے گا، اس پر بعید قریب ہوجائے گا، اور جو موت سے ڈریگا اس کو فوت ہوجانے کا خوف لگا رہے گا"، ایک شخص جو ساتھ مین تھے، بولے بی بی تم نے تو امیر المومنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا، لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا، جانے دو یہ خولہ بنت حکیم ہین، اور عبادہ بن صامتؓ کی بی بی ہین، اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر سے ان کی بات سن لی تھی، پھر عمرؓ کو تو اور سننا چاہئے[1]"

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف وعزت کے لئے کافی ہے، اس کا ایک خاص حصہ صحابیات کے متعلق نازل ہوا ہے، یعنی ایک مستقل سورہ (نسار) خاص طور پر صحابیات کے احکام ومعاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے، سورۂ نور کی متعدد آیتین بھی انہی کے ساتھ مخصوص ہین، ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتین ان کی شان مین نازل ہوئی ہین، اس بناپر اگرچہ ان آیتون اور ان سورتون کے شانِ نزول، اور ان کی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے، تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنی سمجھے جاتے ہین، اور جس معنی کے رو سے ایک شخص مفسر کہا جاسکتا ہے، اس کے لحاظ سے تمام صحابیات مین صرف حضرت عائشہؓ علم تفسیر مین اکابر صحابہ کی ہمسر ہین، اور انھون نے نہایت دقیق آیتون کی تفسیرین کی ہین، ان سے احادیث کی کتابون مین جو تفسیری روایتین مذکور ہین، ان کی دو قسمین ہین، ایک وہ آیتین ہین

[1] اصابہ تذکرہ خولہ،

جن کے متعلق اُن کے دل مین کوئی بات کھٹکی ہے، اور انھون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا ہے، اور آپ نے اُن کی تفسیر کی ہے، مثلاً ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ من حوسب عذب قیامت مین جس کا حساب ہوا، اس پر عذاب ہوگیا، حضرت عائشہؓ نے عرض کی یارسول اللہ خدا تو فرماتا ہے،

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۔ اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا،

آپ نے فرمایا "یہ اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس کے اعمال مین جرح قدح شروع ہوئی، وہ تو برباد ہی ہوا،

ایک دفعہ انھون نے پوچھا یارسول اللہ خدا فرماتا ہے،

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۔ جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا، اور تمام مخلوق خدائے واحد قہار کے روبرو ہو جائیگی،

ایک دوسری روایت مین ہے کہ یہ آیت پڑھی،

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ۔ تمام زمین اس کی مٹھی مین ہو گی، اور آسمان اس کے ہاتھ مین پلٹے ہون گے،

لیکن جب زمین و آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہان ہون گے، آپنے فرمایا صراط پر،

قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۔ جو لوگ جو کام کرتے ہین خوفزدہ دل سے کرتے ہین، وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کرین گے،

---

لہ ماخوذ از سیرت عائشہؓ، سیرتِ عائشہؓ مین ان تفسیرون کے حوالے بھی مذکور ہین،

حضرت عائشہؓ کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے، لیکن خدا سے ڈرتا ہے، کیا وہ بھی اس سے مراد ہے، آپ نے فرمایا نہیں، عائشہؓ اس سے وہ مراد ہے، جو نمازی ہے، روزہ دار ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اور پھر خدا سے ڈرتا ہے دوسری وہ آیتیں ہیں، جن کے متعلق دوسروں کے دل میں کوئی شبہہ پیدا ہوا ہے، اور انھوں نے حضرت عائشہؓ سے اُن کے متعلق سوال کیا ہے، جس کا انھوں نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے، مثلاً :-

(۱) اعمالِ حج میں سے ایک کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے، قرآنِ مجید میں اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ہیں،

| | |
|---|---|
| إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ | صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر الٰہی میں سے |
| فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ | ہیں پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ |
| عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا، (بقرہ) | نہیں، اگر وہ ان کا بھی طواف کرے، |

عروہ نے کہا خالہ جان! اس کے تو یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی طواف نہ کرے، تو بھی کچھ ہرج نہیں، فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک نہیں کہا۔ اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو خدا یوں فرماتا، لا جناح ان لا یطوف بھما، اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہیں، اصل میں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے، اوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی جے پکارا کرتے تھے، منات مشلل میں نصب تھا، اس لئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے، اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے، اب کیا حکم ہے، اُس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو، اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں،

ابوبکر بن عبد الرحمٰن ایک محدث تھے، ان کو حضرت عائشہؓ کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا "علم اس کو کہتے ہیں"

(۲) قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

| | |
|---|---|
| حَتّٰی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا | یہان تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور ان کو |
| اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا | خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آگئی |

عروہ نے پوچھا کذبوا (جھوٹ بولے گئے، یعنی اس سے جھوٹ وعدہ کیا گیا)، یا کذبوا (وہ جھٹلائے گئے)، فرمایا کذبوا (جھٹلائے گئے)، عروہ نے کہا اس کا تو ان کو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے، اور ان کی قوم نے ان کی نبوت کی تکذیب کی، یہ ظن اور خیال تو نہ تھا، اس لئے کذبوا (ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) صحیح ہے، بولیں معاذ اللہ پیغمبران الٰہی خدا کی نسبت یہ گمان نہین کر سکتے، کہ اس نے ان سے امداد و نصرت کا جھوٹ وعدہ کیا، عروہ نے پوچھا کہ پھر آیت کا مطلب کیا ہے، فرمایا کہ یہ پیغمبرون کے پیرون کے متعلق ہے کہ جب انھون نے ایمان قبول کیا، اور نبوت کی تصدیق کی، اور ان کی قوم نے ان کو ستایا، اور مدد الٰہی مین ان کو تاخیر نظر آئی یہان تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین ایمان سے ناامید ہو گئے، تو ان کو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کے سبب سے مومنین بھی ہماری تکذیب نہ کر دین کہ دفعتہً خدا کی مدد آگئی،

(۳) جس آیت پاک مین چار بیویون تک کی اجازت دی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہین :-

| | |
|---|---|
| وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى | اگر تمھین ڈر ہو کہ یتیمون کے بارے مین تم |
| فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ | انصاف نہ کر سکو گے تو عورتون مین سے دو دو |
| مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ، (نساء) | تین تین چار چار سے نکاح کر لو، |

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑون مین ربط نہین معلوم ہوتا، یتیمون کے حقوق مین عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت مین باہم کیا تعلق ہے، چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیون

کے ولی ہو جاتے ہین، اُن سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے، وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہین کہ اُن سے نکاح کر کے اُن کی جائداد پر قبضہ کرین، اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہین ہوتا، اس لئے مجبور پا کر اس کو ہر طرح دباتے ہین، خداے پاک انہی لوگون کو خطاب کرتا ہے، کہ اگر تم ان یتیم لڑکیون کے معاملے مین انصاف سے پیش نہ آسکو تو اُن کے علاوہ اور عورتون سے دو، تین، چار، نکاح کر لو، مگر اُن کو نکاح کر کے اپنے قابو مین نہ لاؤ،

(۴) اسی سورہ مین ایک اور آیت ہے :-

| | |
|---|---|
| يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ، (نساء) | ان لڑکیون کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہین کہدے کہ خدا ان کے حق مین فیصلہ کرتا ہے، اس کتاب مین (قرآن)، جو کچھ تم لوگون کو پڑھ کر سنایا گیا ہے، ان یتیم لڑکیون کی نسبت جن کو نہ تو تم اُن کے مقررہ حقوق دیتے ہو، اور نہ خود اُن سے نکاح کرنا چاہتے ہو، |

اُسی سائل نے اس کے بعد اس آیت کا مطلب دریافت کیا، تو فرمایا کہ اس آیت مین یہ جو ارشاد ہوا ہے، کہ قرآن مین پہلے جو کچھ اُن کے بارے مین پڑھ کر سنایا گیا ہے اس سے وہی پہلی آیت مراد ہے، یہ حکم اُن اولیا سے متعلق ہے، جو یتیم لڑکیون کو نہ خود اپنے نکاح مین لاتے ہین کہ وہ حسن سے محروم ہین، اور نہ دوسرون سے ان کا نکاح کر دینا پسند کرتے کہ جائداد متروکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے،

(۵) اس آیت کے مطلب مین لوگون کو اختلاف ہے،

| | |
|---|---|
| مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ | جو تونگر ہو اس کو اس سے بچنا چاہیے اور |
| وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ | جو تنگدست ہو، وہ قاعدے کے مطابق |
| | اس سے لے لے۔ |

یہ آیت اولیائے یتامیٰ کی شان میں ہے، کہ وہ اگر محتاج ہون تو یتیمون کے مال مین سے لیکر کھا سکتے ہین، لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہی، کہ یہ آیت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے،

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا | جو لوگ ظلم کر کے یتیمون کا مال کھاتے |
| اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا | ہین وہ اپنے پیٹ مین آگ کھاتے ہین، |

لیکن اس آیت مین تو یہ سزا ان لوگون کے لئے بیان کی گئی ہے، جو ظلم کر کے یتیمون کا مال کھاتے ہین، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین، کہ جس آیت مین کھانے کی اجازت ہی، وہ ان لوگون کے لئے ہی جو یتیمون کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہین، ان کا کاروبار سنبھالتے ہین اگر ولی صاحب استطاعت ہے تو اس کو اس خدمت کا معاوضہ نہ لینا چاہیئے، اور اگر وہ مفلس اور تنگدست ہے، تو قاعدے کے مطابق حسب حیثیت لے سکتا ہے، اس تفسیر کی بنا پر دونون آیتون مین کوئی تخالف نہین ہے،

(۶) عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت ہے،

| | |
|---|---|
| وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا | اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے |
| اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا اَنْ | ناراضمندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس |
| یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ | مین کوئی مضائقہ نہین کہ دونون آپس مین |
| (نساء) | صلح کرلین اور صلح تو ہر حال مین بہتر ہے، |

لیکن دفع ناراضی کے لئے صلح کرنا تو ایک عام بات ہے، اس کے لئے خدائے پاک کو اس خاص

حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ یہ آیت اُس عورت کی شان مین ہی، جس کا شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہین، یا بیوی سن سے اتر گئی ہے، اور شوہر کی خدمتگذاری کے قابل نہین رہی ہے، زن وشوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے، لیکن اس خاص حالت مین اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کردے تو یہ باہمی مصالحت بُری نہین، بلکہ قطعی علٰحدگی سے بہتر ہے،

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہ رض سے اور آیتون کی تفسیرین بھی مروی ہین، لیکن ہم نے جن آیتون کی تفسیرین درج کی ہین، ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ جو آیتین عورتون کے نکاح وطلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہین، اُن کا مطلب انھون نے کس قدر صحیح سمجھا ہے، اور کس طرح ان کو یاد رکھا ہے، اور سچ تو یہ ہی کہ اگر عورتین اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہین، تو ان کو قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے،

**علم اسرار الدین** علم اسرار الدین اُس علم کو کہتے ہین جس مین احکام شریعت کے علل واسباب اور ان کے حکم ومصالح بیان کئے جاتے ہین، اور یہ علم اس قدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے کہ صرف چند فقہاے صحابہ رض یعنی حضرت عمر رض، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت زید رض، اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض وغیرہ نے اس کے اصول وقواعد ممہد کئے ہین، باقی اس فن مین اور صحابہ کی مساعی جمیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہی، بالخصوص اس مین صحابیات کے کارنامے تو بالکل نظر نہین آتے، لیکن تنہا حضرت عائشہ رض نے شریعت کے جن رموز واسرار کی گرہ کشائی کردی ہی وہ صحابیات کی اس کمی کو پورا کردیتی ہے، بلکہ اس فن مین خود صحابہ سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے، اور صحابہ سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابون مین مذکور ہین، لیکن حضرت عائشہ رض کے مسائل کی تعداد ان سے کئی گنا زیادہ ہے، اور انھون نے مذکورۂ بالا صحابہ سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار ومصالح کی پردہ کشائی کی ہے اور بہ کثرت

مسائل کے علل و اسباب بیان کئے ہین، مثلاً عہد نبوت مین عورتون کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی، اس لئے ان کو حضور صلوٰۃ اور شرکت جماعت کی اجازت تھی، لیکن جب اخیر زمانہ مین عورتون کے نظام اخلاق مین انحطاط پیدا ہو گیا، تو حضرت عائشہؓ نے صاف صاف کہدیا،

| | |
|---|---|
| لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل ؎ | عورتون نے اپنی حالت مین جو تغیرات پیدا کرلئے ہین اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے تو ان کو مسجد مین آنے سے روکدیتے جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتین روکدی گئین، |

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتون مین متعدد فرق و امتیازات ہین، مثلاً جو سورتین مکہ مین نازل ہوئین، ان مین زیادہ تر عقائد اور وقائع اُخروی کا ذکر ہے، اور مدنی سورتون مین بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم مین آیا، اس لئے اس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا، جب اس سے لوگ متاثر ہو چکے تو اسلام کے احکام و قوانین اور اوامر و نواہی نازل ہوئے، اگر زنا، شراب خواری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا، تو دفعۃً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات و فروق کے دریافت کرنے پر یورپ کے علمائے مستشرقین کو بڑا ناز ہے، لیکن حضرت عائشہؓ نے پہلے ہی دن اس راز کو فاش کر دیا تھا، صحیح بخاری مین اُن سے مروی ہے،

| | |
|---|---|
| انما نزل اول ما انزل منہ سورۃ من المفصل فیھا ذکر الجنۃ والنار حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام | قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ مفصل کی سورہ ہے، جسمین جنت و دوزخ کا ذکر ہے، یہان تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف |

؎ ماخوذ از سیرت عائشہؓ ؎ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد والتشدید فی ذالک،

ثم نزل الحرام والحلال ولو نزل
اول شیٔ لا تشربوا الخمر لقالوا
لا ندع الخمر ابداً ولو نزل لا
تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابداً
لقد نزل بمكة وانا جارية العب
بل الساعة موعدهم والساعة
ادهی وامر وما نزلت سورة البقرة
والنساء الا وانا عنده (باب تالیف القرآن)

نازل ہوئے تو پھر حلال وحرام اترا، اگر پہلے یہ
اترتا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب
نہ چھوڑین گے، اور اگر یہ اترتا کہ زنا نہ
کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہ چھوڑین گے، مکہ
مین جب مین کھیلتی تھی تو یہ اترا کہ ان کے وعدہ
کا دن قیامت ہے، اور قیامت نہایت سخت اور
نہایت تلخ چیز ہے، سورۂ بقرہ اور سورۂ نسا
جب اترین تو مین آپ کی خدمت مین تھی،

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ مین قبائل باہم خانہ جنگیون مین مصروف تھے، جن مین ان کے اکثر اربابِ ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ہر نئی تحریک کی کامیابی مین رکاوٹ پیدا کرتے ہین، قتل ہوگئے، انصار ان لڑائیون سے اس قدر چور ہو گئے تھے کہ اسلام آیا تو سب نے اس کو اپنے لئے رحمت سمجھا، چونکہ اربابِ ادعا کا طبقہ مفقود ہوچکا تھا، اس لئے اُن کی راہ مین کسی نے موانع نہین پیدا کئے، اس طریقہ سے خدائے پاک نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ مین اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے، یورپ کے فلسفۂ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے، لیکن حضرت عائشہؓ نے اُن سے پہلے ہم کو بتادیا تھا،

كان يوم بعاث يوماً قدمه الله لرسوله
صلى الله عليه وسلم فقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقد افترق ملؤهم وقتلت سرواتهم
وجرحوا فقدمه الله لرسوله

جنگ بعاث وہ واقعہ تھا جس کو خدا نے اپنے
رسول کے لئے پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین آئے تو انصار
کی جمعیت منتشر ہوگئی تھی، اور ان کے سردار مارے

| | |
|---|---|
| فی دخولہم الاسلام | جا چکے تھے اس لئے خدا نے اپنے رسول کے |
| | ان کے حلقۂ اسلام مین داخل ہونے کے لئے |
| (بخاری باب القسامہ فی الجاہلیۃ) | یہ واقعہ پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا، |

جن نمازون مین چار رکعتین ہوتی ہین، قصر کی حالت مین ان کی صرف دو رکعتین ادا کیجاتی ہین، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار مین سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہین، لیکن حضرت عائشہؓ اسکی وجہ یہ بتاتی ہین،

| | |
|---|---|
| فرضت الصلوٰۃ رکعتین ثم ہاجر النبی | مکہ مین دو رکعتین نمازین فرض تھین جب آپ نے |
| صلی اللہ علیہ وسلم ففرضت اربعاً وترکت صلوٰۃ | ہجرت فرمائی، تو چار فرض کی گئین، اور سفر کی |
| السفر علی الاول، (بخاری باب ہجرت) | نماز اپنی قدیم حالت پر چھوڑ دی گئی، |

عبادت کا نو خدا نے ہر وقت حکم دیا ہے، لیکن احادیث مین حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل وسنت بھی جائز نہین، اس لئے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہین آتی، لیکن حضرت عائشہؓ اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہین،

| | |
|---|---|
| وہم عمر انما نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | عمر کو وہم ہوا، آپ نے صرف اس طرح نماز سے |
| من الصلوٰۃ ان یتحری طلوع الشمس | منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا |
| وغروبہا، (مسند احمد جلد ۶ ص ۱۴۴) | غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے، |

یعنی آفتاب پرستی کا شبہہ نہ ہو آفتاب پرستون کے ساتھ وقتِ عبادت مین تشابہ نہ ہو،

احادیث مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے، اس بنا پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہین، ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا:

حین حطمہ الناس، | یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے آپ کو
(ابوداؤد باب صلوٰۃ القاعد) | توڑ دیا یعنی آپ کمزور ہو گئے،

ابوداؤد اور مسلم میں اُن سے اس قسم کی اور روایتیں بھی مروی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبر سنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے،

ہجرت کے بعد جب نمازوں میں دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں ہو گئیں، تو مغرب میں یہ اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟ حضرت عائشہ رضی اس کا یہ جواب دیتی ہیں،

فانھا وتر النھار، | مغرب میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن
(مسند جلد ۶ ص ۲۴۱) | کی وتر ہے،

یعنی جس طرح رات کی نمازوں میں تین رکعتیں وتر کی ہیں، اسی طرح دن کی نمازوں میں وتر کی یہ تین رکعتیں ہیں،

نماز فجر میں تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے، اس لئے اُس میں رکعتیں اور زیادہ ہونی چاہئیں لیکن اور نمازوں سے کم ہیں، حضرت عائشہ رضی اسکی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں،

وصلوٰۃ الصبح لطول قرائتھا، | نماز فجر میں رکعات کا اضافہ اس لئے نہیں ہوا
(مسند جلد ۶ ص ۲۴۱) | کہ دونوں رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں،

یعنی رکعتوں کی کمی کو طول قرأت نے پورا کر دیا،

اہل جاہلیت عاشورا کا روزہ رکھتے تھے، اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام میں بھی واجب (۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اسی قسم کی روایت احادیث میں مذکور ہے، لیکن وہ نہیں بیان کرتے کہ جاہلیت میں اس دن کیوں روزہ رکھا جاتا تھا، لیکن حضرت عائشہ رضی اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہیں،

کانوا یصومون یوم عاشوراء | اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورا

| | |
|---|---|
| قبل ان یفرض رمضان وکان یوم | کے دن کا روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز |
| تستر فیہ الکعبۃ (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۴۴) | کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا، |

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے لیکن رمضان کے پورے مہینے مین آپنے تراویح نہین پڑھی حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین، کہ پہلے دن جب آپنے مسجد مین نماز تراویح ادا فرمائی تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہوگئے، دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا، تیسرے دن اور بھی لوگ جمع ہوئے چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد مین جگہ نہ رہی، لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے، اور لوگ مایوس ہو کر چلے گئے، صبح کو آپنے لوگون سے فرمایا،

| | |
|---|---|
| اما بعد فانہ لم یخف علی شانکم | رات تمھاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن |
| اللیلۃ ولکنی خشیت ان تفرض | مجھے ڈر ہوا کہ کہین تم پر تراویح فرض نہ ہوجائے |
| علیکم صلاۃ اللیل فتعجزوا، | اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو، |

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا بعض مقامات مین دوڑنا، کہین کھڑا ہونا، کہین کنکری پھینکنا بظاہر فعل عبث معلوم ہوتے ہین، لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

| | |
|---|---|
| انما جعل الطواف بالبیت وبالصفا | خانۂ کعبہ، صفا، اور مروہ کا طواف، کنکریان |
| والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ | پھینکنا تو صرف خدا کی یاد کرنے کے لئے ہے، |
| عز وجل، (مسند احمد جلد ۶ ص ۶۴) | |

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین یہ بھی ایک طرز عبادت تھا، چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے، اس لئے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا۔

مکہ معظمہ کے پاس محصب نام ایک وادی ہے جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج مین قیام فرمایا تھا، اور آپکے بعد خلفائے راشدینؓ بھی اس مین قیام فرماتے رہے، اس بنا پر

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اس کو سنن حج مین شمار کرتے تھے، لیکن حضرت عائشہؓ اس کو سنت نہین سمجھتی تھین، اور آپکے قیام کی یہ وجہ بیان فرماتی تھین،

| | |
|---|---|
| انما نزلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | آپنے یہان صرف اس لئے قیام کیا تھا کہ |
| لانہ کان منزلا اسمح لخروجہ | یہان سے چلنے مین آسانی ہوتی تھی، |

حضرت ابن عباسؓ اور ابورافع بھی اس مسئلہ مین حضرت عائشہؓ کے ہمزبان ہین،[1]

ایک دفعہ آپنے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے، بہت سے صحابہؓ اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے، لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا، حضرت عائشہؓ بھی ان ہی لوگون مین ہین، اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہین،

| | |
|---|---|
| لا ولکن لم یکن یضحی منھم الا | یہ نہین ہو کہ قربانی کا گوشت تین دن کے |
| قلیل ففعل ذالک لیطعم من ضحی | بعد حرام ہو جاتا ہے، بلکہ اسکی وجہ یہ ہو کہ |
| من لم یضح، | اس زمانہ مین کم لوگ قربانی کرسکتے تھے اسلئے |
| | آپنے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کرین وہ ان لوگون |
| (مسند جلد ۶ ص ۱۰۲) | کو کھلائین جنھون نے قربانی نہین کی ہے، |

حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت مین بیان کی ہے، یعنی یہ کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتون مین قحط پڑا، اس سال آپنے یہ حکم دیا، اور دوسرے سال جب قحط نہین رہا، تو اس کو منسوخ فرما دیا، حضرت سلمہؓ بن اکوع سے بھی اسی قسم کی روایت ہے،[2]

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی تھی، جس کو حطیم کہتے ہین، اور طواف مین اس کو بھی اندر داخل کرلیتے ہین، لیکن ہر شخص کے دل مین یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے، کہ جو حصہ کعبہ کے

---

[1] مسلم استحباب النزول بالمحصب و مسند جلد ۶ ص ۱۹۰ [2] مسلم کتاب الذبائح،

اندر داخل نہین اس کو طواف مین کیون شامل کرتے ہین؟ حضرت عائشہؓ کے دل مین یہ سوال پیدا ہوا، اور انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ دیوار بھی خانۂ کعبہ مین داخل ہین؟ ارشاد ہوا "ہان" عرض کی کہ پھر بناتے وقت لوگون نے اُن کو اندر کیون نہین کر لیا؟ فرمایا تیری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا، اس لئے اتنا کم کر دیا، پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیون رکھا؟ فرمایا، یہ اس لئے تاکہ وہ جس کو چاہین اندر جانے دین اور جس کو چاہین روک دین۔[1]

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ اگر عائشہؓ کی یہ روایت صحیح ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لئے اودھر کے دونون رکنون کا بوسہ نہین دیا، لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ خانۂ کعبہ اپنی اصلی اساس پر قائم نہین ہے، تو شریعتِ ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا کہ اس کو ڈھا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے، لیکن آپ نے حضرت عائشہؓ سے خود اس کی وجہ بیان فرمادی کہ "عائشہؓ تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی، تو مین کعبہ کو ڈھا کر اساسِ ابراہیمیؑ پر تعمیر کرتا۔"

آج کل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ جا کر آباد ہوجانا خواہ وہ پہلے جہان آباد تھے، کیسے ہی امن و امان کا ملک ہو، لیکن حضرت عائشہؓ نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے،

| | |
|---|---|
| لا ھجرۃ الیوم کان المومنون یفر | اب ہجرت نہین ہے، ہجرت اس وقت تھی جب |
| احدھم بدینہ الی اللہ والی رسولہ | مسلمان اپنے مذہب کو لیکر خدا اور اس کے رسول کے |
| مخافۃ ان یفتن علیہ فاما الیوم | پاس ڈر سے دوڑا آتا تھا کہ اس کو تبدیلِ مذہب |
| فقد اظھر اللہ الاسلام والیوم | کی بنا پر ستایا نہ جائے، لیکن اب خدا نے اسلام کو |
| یعبد ربہ حیث شاء ولکن | غالب کر دیا، اب مسلمان جہان چاہے اپنے خدا کو |
| جھاد ونیۃ (بخاری باب الہجرۃ) | پوج سکتا ہے، ہان جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے، |

[1] مسلم باب نقض الکعبہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہؓ مین اختلاف پیدا ہوا، کہ آپ کو کہان دفن کیا جائے ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ پیغمبر جہان مرتے ہین، وہین دفن ہوتے ہین، لیکن اس کا اصلی سبب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہین،

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ | آپ نے مرض الموت مین فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ |
| الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود | پر لعنت بھیجے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون |
| والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم | کو سجدہ گاہ بنا لیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین، |
| مساجد لولا ذٰلک ابرز قبرہ غیر | کہ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان مین ہوتی |
| انہ خشی ان یتخذ مسجداً | لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بنجائے |
| (بخاری آخر کتاب الجنائز و مسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۱) | اس لئے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے۔ |

**علم حدیث** محدثین نے روایتِ حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دئیے ہین، اور تقریباً ہر طبقے مین صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

(۱) اول طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتین ہزار یا ہزار سے زیادہ ہین، حضرت عائشہؓ کا شمار اسی طبقے سے ہے،

(۲) دوسرا طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی روایتین پانچسو یا پانچسو سے زیادہ ہین، اس مین کوئی صحابیہ شامل نہین،

(۳) تیسرا طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی روایتین سو یا سو سے زیادہ ہین، مگر پانچسو سے کم ہین حضرت ام سلمہؓ اسی مین محسوب ہین،

(۴) چوتھا طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی تعداد روایت چالیس سے سو تک ہے، اس طبقہ مین بکثرت صحابیات شامل ہین مثلاً ام المومنین ام حبیبہؓ، ام المومنین میمونہؓ، ام عطیہؓ انصاریہ، ام المومنین حفصہؓ،

اسماء بنت ابی بکرؓ، امّ ہانیؓ،

(۵) پانچوان طبقہ، یعنی وہ صحابہ جن کی روایتین چالیس یا چالیس سے کم ہین، اس طبقے مین بھی بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت امّ قیسؓ، حضرت فاطمہ بنت قیس، حضرت ربیع بنت مسعودؓ، حضرت سبرہ بنت صفوانؓ، حضرت کلثوم بنت حصین غفاریؓ، حضرت جدا بنت وہبؓ وغیرہ،

فن درایت | روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتدا صحابیات ہی سے ہوئی، یعنی حضرت عائشہؓ نے بعض روایتون پر درایۃً تنقید کی، اور اس سے درایت کے خاص خاص اصول قائم ہوے، مثلاً اُن کے سامنے جب یہ روایت کی گئی، کہ مردے پر اس کے اہل وعیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، تو انھون نے درایۃً اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ خود قرآن مجید مین ہے،

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی، ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہین اٹھا سکتا،

رونا اہل وعیال کا گناہ ہے، اس کا عذاب مردے پر کیون ہوگا؟ اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو، وہ قبول نہین کی جاسکتی، چنانچہ اس اصول کے رو سے انھون نے متعدد روایتون کی تنقید کی ہے، مثلاً صحابۂ کرام کے دور مین یہ خیال پھیل گیا تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین خدا کو دیکھا تھا، لیکن حضرت عائشہؓ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو بولین جو شخص یہ روایت کرے، وہ دروغ گو ہے، اس کے بعد یہ آیت پڑھی،

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ، خدا کو کوئی نگاہ پا نہین سکتی، اور وہ نگاہون کو پالیتا ہے، وہ لطیف اور خبیر ہے،

---

۱؎ یہ روایتین بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃؓ علی الصحابہ صفحہ ۸۰، ۱۷، ۱۸، ۲۱، مین موجود ہین، اخیر روایت کے علاوہ اور روایتین بخاری مین بھی ہین۔

ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت، گھوڑے اور گھر میں ہے، تو انھون نے
اس کا انکار کیا، اور یہ آیت پڑھی،

| | |
|---|---|
| ما اصاب من مصیبۃ فی الارض | زمین مین یا تمھارے اندر نہین جو مصیبتین پہنچتی |
| ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا | ہین، وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہین، |

غزوۂ بدر مین جو کفار مارے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مدفن پر کھڑے
ہو کر فرمایا تھا،

| | |
|---|---|
| ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا | خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا، |

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ مردون کو پکارتے ہین؟ آپ
نے اس کے جواب مین فرمایا،

| | |
|---|---|
| ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون | تم ان سے زیادہ نہین سنتے لیکن وہ جواب نہین دے سکتے، |

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ روایت کی گئی، تو انھون نے کہا کہ آپ نے یہ نہین بلکہ یہ
یہ ارشاد فرمایا تھا،

| | |
|---|---|
| انھم لیعلمون الآن ان ماکنت | وہ اس وقت یقینی طور پر جانتے ہین، کہ مین |
| اقول لھم حق | ان سے جو کچھ کہتا تھا، وہ سچ تھا، |

اس کے بعد انھون نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی،

| | |
|---|---|
| انک لا تسمع الموتی وما انت | اے پیغمبر تو مردون کو اپنی بات نہین سنا سکتا |
| بمسمع من فی القبور، | اور نہ ان کو جو قبر مین ہین، |

مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے کفار آپ کی آواز سن ہی نہین سکتے تھے،[1]

[1] بخاری غزوۂ بدر

عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت مین احادیث پیش کرتے ہین، لیکن حضرت عائشہؓ کے ایک شاگرد نے جو ادمتعہ کی روایت کی نسبت ان سے پوچھا تو انھون نے اس کا جواب حدیث سے نہین دیا، بلکہ فرمایا میرے تمھارے درمیان خدا کی کتاب ہے، پھر یہ آیت پڑھی،

| | |
|---|---|
| وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا | جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرتے |
| عَلٰۤی اَزْوَاجِہِمْ اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ | ہین بجز اپنی بی بیون یا لونڈیون کے ان پر |
| فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ، | کوئی ملامت نہین، |

اس لیے ان دوصورتون کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہین[۱]،

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہو کہ حرامی لڑکا تینون مین (مان، باپ، بچہ) بدتر ہے، حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا یہ صحیح نہین ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتا تھا، لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کے علاوہ وہ ولد الزنا بھی ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ تینون مین بدتر ہے" یعنی اپنے مان باپ سے زیادہ برا ہے، یہ ایک خاص واقعہ تھا، عام نہ تھا، خدا خود فرماتا ہے،

| | |
|---|---|
| وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی | کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہین اٹھاتا، |

یعنی قصور تو مان کا ہے، بچہ کا کیا گناہ ہے[۲] جس کی بنا پر وہ اُن سے برا قرار دیا جائے،

**علم فقہ**

عہد نبوت مین علم فقہ کوئی مدون ومرتب علم نہ تھا، کہ صحابہ باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے، سوال واستفسار کے ذریعہ بے شبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مسائل دریافت کیے جاسکتے تھے، لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لئے کہ قرآن مجید نے سوال کی ممانعت کردی تھی، آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے، مسند دارمی مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ

---

[۱] اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم [۲] ایضا،

صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف تیرہ مسائل دریافت کئے جو کل کے کل قرآن مجید مین مذکور ہین[۱]، اس بنا پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابۂ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے، اور قرائن و امارات سے ان اعمال کے شروط و ارکان کو مباح، واجب اور منسوخ، وغیرہ قرار دیتے تھے[۲]، لیکن صحابیات کو اس طریقہ سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا، اس کے ساتھ جو فقہی مسائل عورتون کے ساتھ مخصوص ہین، وہ عام طور پر بیان بھی نہین کئے جا سکتے تھے، اس لئے صحابیات کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی، چنانچہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

| | |
|---|---|
| نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعهن الحیاء ان یتفقهن فی الدین[۳] | انصاریہ عورتین کس قدر اچھی تھین کہ تفقہ فی الدین سے ان کو حیا باز نہین رکھ سکتی تھی، |

غرض اس طریقۂ تعلیم سے صحابہ وصحابیات کو مختلف فوائد پہنچے، اور اس طرح ان کے تین طبقے قرار پائے،

(۱) مکثرین یعنی وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہین،

(۲) مقلین یعنی وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہین،

(۳) متوسطین یعنی وہ لوگ جو ان دونون طبقون کے بین بین ہین،

اور ان تینون طبقون مین صحابہ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہین، ان کے نام حسب ذیل ہین،

مکثرین مین جن کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کئے جائین تو ہر ایک کے فتاوی سے ضخیم جلدین تیار ہو سکتی ہین، حضرت عائشہؓ داخل ہین،

متوسطین مین جن کے فتاوے رسالون کی صورت مین جمع ہو سکتے ہین، حضرت

---

[۱] مسند دارمی ص ۲۹ [۲] حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص ۱۱۰ [۳] مسلم کتاب الطہارت باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض فرصۃ من مسک فی موضع الدم،

ام سلمہؓ شامل ہین،

مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہین، ان مین بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت اُمِّ عطیہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت اُمِّ حبیبہؓ، لیلیٰ بنت قانف، حضرت اسماءؓ، حضرت اُمِّ شریکؓ، حضرت خولاؓ، حضرت عاتکہ بنت زیدؓ، حضرت سلمہؓ، حضرت جویریہؓ حضرت میمونہؓ، حضرت فاطمہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ رضی اللہ عنہم وغیرہ،

---

برائٹ پروسس سٹریٹ ۴۲
ریلوے روڈ لاہور

# خاتمہ

## مناقب صحابیات رض

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، کہ صحابۂ کرام مین سب سے افضل کون ہے؟ عام اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفاے راشدین تمام صحابہ مین افضل ہین، اور خود خلفاء مین فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کی روسے قائم ہوئے ہین، لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواجِ مطہرات تمام صحابہ سے افضل ہین، اور اس مسئلہ کو انھون نے اپنی کتاب ملل والنحل مین نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور اسی سلسلہ مین اُن آیات واحادیث کے جوابات بھی دیے ہین، جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتون کا درجہ عموماً مردون سے کم ہے، لیکن اس وقت ہم ان مباحث مین پڑنا نہین چاہتے، بلکہ مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ فضیلت قائم ہوسکتی ہین، ان کو پیشِ نظر رکھکر صحابیات کے مناقب مین صحیح حدیثین نقل کردیتے ہین، جن سے یہ ثابت ہوگا کہ جن وجوہ کی بناپر صحابۂ کرام کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ہے، ان مین ان کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

اسلام مین سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الاسلام ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رض کے فضائل مین یہ فضیلت سب سے زیادہ نمایان ہے، لیکن اس فضیلت مین اُن کے ساتھ دو عورتین بھی شامل ہین یعنی حضرت خدیجہ اور سمیّہ، یا اُمِّ ایمن، چنانچہ صحیح بخاری مناقب ابوبکر رض مین حضرت عمار رض سے روایت ہے،

| | |
|---|---|
| رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت |
| وما معہ الا خمسۃ اعبد | مین دیکھا ہو کہ آپکے ساتھ صرف پانچ غلام |
| امرأتان و ابوبکر، | دو عورتین اور حضرت ابوبکرؓ تھے، |

تقدم فی الاسلام کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الہجرت ہے اور اس فضیلت[1] مین تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہین، چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ملل ونحل مین لکھتے ہین،

| | |
|---|---|
| فلسنا نشک ان المہاجرات | ہم کو اس مین شک نہین ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم |
| الاولات من نساء الصحابۃ | کی بی بیون مین مہاجرات اولات فضیلت مین |
| رضی اللہ عنہم یشارکن الصحابۃ | صحابہ کی شریک ہین. ان مین کسی عورت کو |
| فی الفضل فنفاضلۃ ومفضولۃ وفاضل | کسی عورت پر اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت |
| ومفضول فمنھن من یفضل | حاصل ہے، عورتون مین بعض عورتین بہت سے |
| کثیراً من الرجال و فی | مردون پر فضیلت رکھتی ہین، اور اسی طرح |
| الرجال من یفضل کثیراً | مردون مین بعض مرد بہت سی عورتون پر |
| منھن وما ذکر اللہ تعالی | فضیلت رکھتے ہین، خدا نے فضیلت کا کوئی |
| منزلۃ من الفضل الا وقرن | درجہ ایسا نہین بیان کیا، جن مین مردون کے |
| النساء مع الرجال فیھا کقولہ تعالی | ساتھ عورتون کو نہ شامل نہ کیا ہو، مثلاً خدا کا یہ |
| ان المسلمین والمسلمات[1] | قول کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتین، |

اسلام مین سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت ہے، اور اس ہجرت مین ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا، جس پر تمام مہاجرینِ حبشہ کو ناز تھا، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے

[1] ملل ونحل جلد ۴ ص ۱۲۶،

کہ جب ہم کو مدینہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال معلوم ہوا، تو ہم نے بھی اپنی قوم کے ۵۳ یا ۵۲ آدمی کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے سو اتفاق سے کشتی حبش مین جا پڑی، اور ان لوگون کی ملاقات حضرت جعفرؓ بن ابی طالبؓ اور ان کے رفقا سے ہو گئی، چنانچہ حضرت جعفرؓ نے ان لوگون سے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان بھیجا ہے اور یہین اقامت کا حکم دیا ہے، تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو، ان لوگون نے وہان اقامت اختیار کی، یہان تک کہ جب خیبر فتح ہوا، تو سب کے سب ایک ساتھ آئے، اور خیبر ہی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، اس موقع پر ان لوگون کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوۂ خیبر مین شریک نہ تھے، ان مین ان کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مالِ غنیمت سے حصہ نہین دیا، ان لوگون سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، حضرت اسماءؓ بنت عمیس بھی ان ہی لوگون کے ساتھ حبشہ سے آئی تھین، وہ ایک روز حضرت حفصہؓ کی ملاقات کو گئین، تو حضرت عمرؓ بھی آ گئے، اور اُن کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حفصہؓ نے جواب دیا کہ اسماء بنت عمیس، اُن کا نام سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا، حبشیہ ہے یہ بحریہ (یعنی سمندر کی رہنے والی) ہے، حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے کہا کہ ہان ہم ہین، اب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق ہین، یہ سنکر حضرت اسماءؓ برہم ہوئین، اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو، خدا کی قسم تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ تمھارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے، اور تمھارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے، اور ہم حبش کے دور ترین مبغوض زمین مین پڑے ہوئے تھے ہم کو ایذا دیجاتی تھی، ہم خائف رہتے تھے، اور یہ سب کچھ صرف خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لئے تھا، خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے، جب تک اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کر لون گی نہ کھانا کھاؤن گی، نہ پانی پیون گی، خدا کی قسم، کسی قسم کا جھوٹ نہ بولون گی، کجروی نہ اختیار کرون گی، اور اس واقعہ مین کوئی اضافہ نہ کرون گی، چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انھون نے اس واقعہ کو

بیان کیا، اور آپ نے اس کو سن کر فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں ہیں عمرؓ اور ان کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے، اور تم اہلِ کشتی کی دو ہجرتیں ہیں، حضرت اسمارؓ کا بیان ہے کہ ابو موسیٰؓ اور دوسرے کشتی والے جوق در جوق میرے پاس آتے تھے، اور اس حدیث کو پوچھتے تھے، ان کے لئے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور باعظمت نہ تھی، حضرت ابو موسیٰؓ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے[۱]،

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبتِ رسول ہے، اور اس محبت کی وجہ سے بعض صحابیات کو وہ درجۂ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا، صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیمؓ (حضرت انسؓ کی ماں) کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لیجاتے تھے، چنانچہ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی، تو آپ نے فرمایا مجھے اُن پر رحم آتا ہے، کیونکہ اُن کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے[۲]، جس لطف و محبت کے ساتھ آپ اُن کے گھر تشریف لیجاتے تھے، اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت گذاری بھی کرتی تھیں، بخاری کتاب الاستیذان میں ہے کہ جب آپ ان کے گھر تشریف لیجاتے تھے، تو وہ آپکے لئے بچھونا بچھا دیتیں، آپ آرام فرماتے جب سو کر اُٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں، مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں خنوط کے ساتھ عرقِ مبارک بھی شامل کیا جائے، حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ اُمِّ حرامؓ کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قبا کو تشریف لیجاتے تو اُن کے پاس ضرور جاتے، وہ اکثر کھانا لیکر پیش کرتیں، اور آپ نوش فرماتے آپ سو جاتے، تو وہ آپکے بالوں سے جوئیں نکالتیں[۳]،

مخصوص صحابیات کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی بعض صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہیں،

---

[۱] مسلم باب من فضائل جعفر بن ابی طالبؓ و اسمار بنت عمیسؓ و اہل سفینتہم [۲] صحیح مسلم باب من فضائل اُمِّ انسؓ ابن مالک و بلالؓ [۳] بخاری کتاب الجہاد ص ۳۹۱،

اور ان فضائل میں اس قبیلے کی تمام صحابیات شامل ہیں، مثلاً ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کی خواہش کی، تو انھوں نے یہ معذرت کی کہ میرا سن زیادہ ہوگیا، اور میرے لڑکے ہیں، جن کی پرورش میرے لئے ضروری ہے، اس موقع پر آپ نے عموماً قریشی عورتوں کی یہ فضیلت بیان کی،

| | |
|---|---|
| خیر نساء رکبن الابل نساء | شتر سوار عورتوں میں سب بہتر قریش کی |
| قریش احناہ علی یتیم فی | عورتیں ہیں، بچپن میں اپنے یتیم بچے سے |
| صغرہ وارعاہ علی زوج فی | محبت رکھتی ہیں، اور اپنے شوہر کے مال |
| ذات یدہ[1] | کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں، |

انصار کا قبیلہ اسلام میں ایک خاص درجۂ فضیلت رکھتا ہے، اور اس قبیلہ کے مرد اور عورت دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکساں محبوب تھے، چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک بار انصار کی عورتیں اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے واپس آرہے تھے، آپ نے ان کو دیکھا "کھڑے ہوگئے اور تین بار فرمایا کہ تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو،"

دوسری روایت میں ہے کہ ایک انصاریہ صحابیہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر آئیں اور آپ نے ان سے گفتگو فرمائی، اور اسی سلسلہ میں دوبار فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو"[2]

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدینؓ نے بھی صحابیات کی قدر و منزلت کو قائم رکھا، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمنؓ کی ملاقات کو تشریف لیجایا کرتے تھے، آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آؤ چلیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے، اسی طرح ہم بھی ان کی

---

[1] مسلم باب من فضائل نساء قریش [2] بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار انتم احب الناس الی،

ملاقات کرآئین، چنانچہ جب اُن کے پاس پہنچے، تو وہ رو پڑین۔ ان لوگون نے کہا کیون روتی ہو خدا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو درجہ ہے، وہ نہایت بہتر ہے۔ بولین مین اس لئے نہین روتی کہ مین اس سے ناواقف ہون، بلکہ اس لئے روتی ہون کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا، اس پر یہ دونون بزرگ بھی رو پڑے،[۱]

عام صحابیات کے علاوہ ازواجِ مطہرات کو جو عزت حاصل تھی، عورتون کی تاریخ مین اس کی نظیر نہین مل سکتی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حرمِ محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رض سجدے مین گر پڑے، لوگون نے کہا آپ اس وقت سجدہ کرتے ہین؟ بولے "جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کر لیا کرو، پھر ازواجِ مطہرات کی موت سے بڑھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی؟"[۲] مقام سرف مین حضرت میمونہ رض نے وفات پائی، تو حضرت عبد اللہ بن عباس رض بھی ساتھ تھے، بولے کہ "یہ میمونہ ہین، ان کا جنازہ اٹھاؤ، تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو"[۳]

بعض صحابہ رض عزت و محبت کی وجہ سے ازواجِ مطہرات رض پر اپنی جائدادین وقف کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رض نے ازواجِ مطہرات رض کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی، جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا،[۴]

خلفا ازواجِ مطہرات رض کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے، حضرت عمر رض نے اپنے زمانۂ خلافت مین ازواجِ مطہرات رض کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے تیار کرائے تھے، جب ان کے پاس کوئی میوہ یا کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی، تو ان پیالون مین کر کے تمام ازواجِ مطہرات کی خدمت مین بھیجتے تھے،[۵]

سنہ ۲۳ھ مین جب حضرت عمر امیر الحاج بن کر گئے تو ازواجِ مطہرات رض کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لے گئے، حضرت عثمان رض اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رض کو سواریون کے ساتھ کر دیا تھا، یہ لوگ آگے پیچھے چلتے

[۱] مسلم باب من فضائل ام ایمن [۲] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب السجود عند الآیات [۳] نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النکاح وازواجہ وما اباح اللہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم [۴] ترمذی کتاب المناقب مناقب حضرت عبد الرحمن بن عوف رض [۵] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ باب جزیۃ اہل الکتاب والمجوس،

تھے، اور کسی کو سواریون کے قریب آنے نہین دیتے تھے، ازواجِ مطہرات رضؓ منزل پر اترتی تھین تو حضرت عثمان رضؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ کسی کو قیام گاہ کے متصل آنے کی اجازت نہین دیتے تھے[۱]،

عام مسلمان ازواجِ مطہرات رضؓ کے ساتھ جو حسنِ عقیدت رکھتے تھے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت مین چھوٹے چھوٹے بچون کو لاتے تھے اور وہ ان کے لئے دعاے برکت فرماتی تھین[۲]، حضرت عائشہ رضؓ بنت طلحہ نے حضرت عائشہ رضؓ کے دامنِ تربیت مین پرورش پائی تھی، ان کا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس آتے تھے، اور چونکہ مجھ کو حضرت عائشہ رضؓ سے تقرب حاصل تھا، اس لئے بوڑھے بوڑھے لوگ میرے پاس آتے تھے، جوان لوگ مجھ سے بھائی چارہ کرتے تھے، اور مجھ کو ہدیہ دیتے تھے، اور اطراف ملک سے خطوط بھیجتے تھے[۳]،

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونون کا درجہ یکسان بلند کیا، اور خلفائے راشدین رضؓ اور عام مسلمانون نے اس درجہ کو قائم رکھا، لیکن صحابیات کو یہ درجہ صرف مذہب، اخلاق اور حسنِ معاشرت کی بنا پر حاصل ہوا تھا، اور آج بھی انھی چیزون سے عورتین اپنے درجے کو بلند کر سکتی ہین،

---

[۱] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ [۲] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن [۳] ادب المفرد باب الکتابۃ الی النساء وجوابہن،

برائٹ پروس ۲۲ سٹریٹ ریلوے روڈ لاہور